

165



کتابخانه



3481

ضیاء المصطفیٰ
کتابخانه
لاہور

کراماتِ اولیاء

مولانا محمد شریف نقشبندی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

شوروم ۱۷ گنج بخش روڈ، لاہور ۲
شوروم ۱۷۹ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

قیمت ۱۸ روپے

مجموعہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

قیمت : ۲۵/- روپے

فہرست

۱۴۰۲ھ

صفحہ	عنوان	نمبر کراہت	صفحہ	عنوان	نمبر کراہت
۲۰	حضرت خدیجہ کی علمی فراست	۲۰	۹	حضرت ابو بکر صدیق کا غلینی خبر دینا	۱
۲۲	حضرت خدیجہ کو سلام کہنا	۲۱	۱۰	وصال مبارک کی خبر دینا	۲
۲۲	خاتون جنت کا گزر	۲۲	۱۰	حضرت فاروق اعظم کا غیبی خبر سن کر جو بڑھنا	۳
۲۲	پیالے کا تسبیح پڑھنا	۲۳	۱۱	حضرت عثمان کا نیک برتاؤ	۴
۲۳	بے موسم انگور کا حصول	۲۴	۱۲	دیوار کا گرنا	۵
۲۳	گائے کا دوبارہ زندہ ہونا	۲۵	۱۲	حضرت علی کی شہادت کی خبر دینا	۶
۲۳	منصور کی بیہوشی	۲۶	۱۲	فرشتوں کی ہمراہی	۷
۲۵	مشتبہ کھانے کے اثرات	۲۷	۱۳	پتھر سے خون کارسنا	۸
۲۶	سامان کا اونٹ کے اوپر چلنا	۲۸	۱۴	آسمان کا سیاہ رنگ ہونا	۹
۲۶	قحط سے نجات کا حصول	۲۹	۱۵	ستر ہزار فرشتوں کی شرکت	۱۰
۲۷	بھیتروں کی نگہبانی کرنا	۳۰	۱۵	شہد کی مکھیوں کا امداد کرنا	۱۱
۲۷	کفار کو شکست فاش	۳۱	۱۵	جبرائیل اور میکائیل کا جنگ کرنا	۱۲
۲۸	شیر پر قبضہ	۳۲	۱۶	فرشتوں کا غسل دینا	۱۳
۲۸	آگ سے زندہ مچھلی کا برآمد ہونا	۳۳	۱۷	جبرائیل کا مشرک کے سر پر کوڑا مارنا	۱۴
۲۸	دیوار کا کا پنا	۳۴	۱۸	لاٹھی کا روشن ہونا	۱۵
۲۹	قطب عالم کا جنازہ پڑھانا	۳۵	۱۸	حضرت جابر کو وصیت کرنا	۱۶
۳۱	طعام میں اضافہ	۳۶	۱۹	شیر پر سواری	۱۷
۳۱	خیر کا لکڑی کا کٹھا اٹھانا	۳۷	۱۹	قحط سالی سے نجات	۱۸
۳۲	سٹون سے سوال و جواب	۳۸	۲۰	جبرائیل کا سلام کہنا	۱۹

صفحہ	عنوان	شبر کرامت	صفحہ	عنوان	شبر کرامت
۵۱	دینار کی غیبی خبر دینا	۶۳	۳۲	دوشہنشاہ ایک تخت پر	۳۹
۵۲	کئی جگہ نظر آنا	۶۴	۳۳	لو کے کے قید سے رہائی پانا	۴۰
۵۳	پاؤں کا خشک رہنا	۶۵	۳۴	عیسائیت کا قبول کرنا	۴۱
۵۴	کپڑوں کا خشک رہنا	۶۶	۳۴	مومن کی فراست سے ڈرو	۴۲
۵۴	بوری آٹا ہزار کے لیے کافی ہونا	۶۶	۳۵	سفید پرندے کی پرواز	۴۳
۵۵	دور سے آواز کا سننا	۶۸	۳۶	قید سے نجات پانا	۴۴
۵۶	قوال کی آواز کا نہ سنا جانا	۶۹	۳۶	بادشاہ کی عقیدت مندی	۴۵
۵۶	سیب کا تسبیح پڑھنا	۷۰	۳۸	انتقال کے وقت کا علم	۴۶
۵۷	آدمی کا پرندے کی طرح اڑنا	۷۱	۳۸	ولایت کی خبر دینا	۴۷
۵۷	بارش کا بند ہو جانا	۷۲	۳۹	آنے والے وقت کی خبر دینا	۴۸
۵۸	ہاتھ کا تور سے سلامت نکلنا	۷۳	۴۱	مشتبہ کھانے کی اثرات	۴۹
۵۸	درخت کا گود میں لینا	۷۴	۴۱	نگاہ ولی کی تاثیر	۵۰
۵۹	ولی اللہ کی توہین کا انجام	۷۵	۴۳	کعبہ کا سر پر طواف کرنا	۵۱
۶۰	سلطان کی تقرری	۷۶	۴۳	شیر کا گردن جھکانا	۵۲
۶۱	ناک کا کٹ جانا	۷۷	۴۳	پیر کا فریاد رسی کرنا	۵۳
۶۲	زار سے نجات دلوانا	۷۸	۴۴	ملکت عطا کرنا	۵۴
۶۳	خوارزم سے واپسی	۷۹	۴۵	بنغض کا نتیجہ	۵۵
۶۴	آفتاب کا ٹھہرنا	۸۰	۴۵	پیر کا مرید کی فریاد سننا	۵۶
۶۵	شہد کا شراب ہو جانا	۸۱	۴۷	نوٹدی کا چوری کرنا	۵۷
۶۶	نبوت کا سلب کر لینا	۸۲	۴۷	سُوح کا واپس لانا	۵۸
۶۷	تلوار عطا ہونا	۸۳	۴۸	بچے کی قبر بانی دینا	۵۹
۶۷	پاؤں میں کانٹے کا چبھنا	۸۴	۴۸	شہنشاہ کا قتل ہونا	۶۰
۶۸	اصلی کرامت کیا ہے؟	۸۵	۵۰	درویش کی بات نہ ماننا	۶۱
۶۸	باقی محمد کی کامیابی کا راز	۸۶	۵۱	غلام کی واپسی کرانا	۶۲

صفحہ	عنوان	نمبر کرامت	صفحہ	عنوان	نمبر کرامت
۸۵	خوف خداوندی	۱۱۱	۶۹	۲۰ برسے مرد بنادینا	۸۷
۸۵	نجات کا حصول	۱۱۲	۷۰	ابھی موت کا وقت نہیں	۸۸
۸۶	حج اکبر کیا ہے؟	۱۱۳	۷۰	وصیت پر عمل کرنے کا انجام	۸۹
۸۶	بزرگی کا امتیاز	۱۱۴	۷۱	حضرت مجدد کا امداد کرنا	۹۰
۸۷	توبہ النصوح کے اثرات	۱۱۵	۷۲	شیر کے منہ پر ڈنڈا	۹۱
۸۹	خلیفہ ہارون کی حاضری	۱۱۶	۷۳	مرض کا اپنے سر لینا	۹۲
۹۱	تمام رات احوال کا بیان	۱۱۷	۷۳	بادل کا سایہ کرنا	۹۳
۹۲	زمین و آسمان کا آہ و زاری کرنا	۱۱۸	۷۴	خانہ ان سیمت بربادی	۹۴
۹۳	بادشاہی چھوڑنا	۱۱۹	۷۵	سخت سزا سے نجات	۹۵
۹۴	سونے کی سوئیاں	۱۲۰	۷۶	مریض کو شفا دلوانا	۹۶
۹۴	سونے کا ڈول بھرا نکلنا	۱۲۱	۷۶	لفظ منکر پیشانی پر	۹۷
۹۴	کھجور کا فساد	۱۲۲	۷۷	قبر کا نشان	۹۸
۹۵	ندامت کے ساتھ معافی چاہنا	۱۲۳	۷۷	بارش کا نہ ہونا	۹۹
۹۶	دینار کا ختم ہو جانا	۱۲۴	۷۸	روح محفوظ رکھنا	۱۰۰
۹۶	خاموشی سے علم حصول	۱۲۵	۷۸	جن کا فرار ہونا	۱۰۱
۹۷	گانے بجانے سے توبہ کرنا	۱۲۶	۷۹	سفید داڑھی کی حرمت	۱۰۲
۹۷	رحمت باری تعالیٰ	۱۲۷	۸۰	گوشت کا خون بن جانا	۱۰۳
۹۸	پرندوں کا سایہ کرنا	۱۲۸	۸۰	رٹ کے کا گھر واپس آنا	۱۰۴
۹۸	پانی کا استقبال کرنا	۱۲۹	۸۱	نجات کا سبب	۱۰۵
۹۹	تھکسپیل حال ہونا	۱۳۰	۸۲	گناہگار کی بخشش کا سبب	۱۰۶
۹۹	دعا کا اثر	۱۳۱	۸۳	انگلیوں کا روشن ہونا	۱۰۷
۱۰۰	ولایت کا حصول	۱۳۲	۸۳	چور کا اندھا ہو جانا	۱۰۸
۱۰۰	اصل شریعت	۱۳۳	۸۳	دھریے سے مناظرہ	۱۰۹
۱۰۰	کتے کا عرض کرنا	۱۳۴	۸۴	امام احمد بن حنبل کا تقویٰ	۱۱۰

صفحہ	عنوان	نمبر کرامت	صفحہ	عنوان	نمبر کرامت
۱۱۶	توکل علی اللہ کیا ہے؟	۱۵۷	۱۰۱	ولایت کا حصول	۱۳۵
۱۱۷	بچے کا شفا عت کرنا	۱۵۸	۱۰۲	قربِ خداوندی کا حصول	۱۳۶
۱۱۷	بیوردی کا قبولِ اسلام	۱۵۹	۱۰۳	سنتِ رسول اللہ	۱۳۷
۱۱۸	مسل کی تباہی	۱۶۰	۱۰۳	بایز ہمارا دوست ہے	۱۳۸
۱۱۸	علیحدگی میں سلامتی	۱۶۱	۱۰۴	درجہ ولایت کا حصول	۱۳۹
۱۱۹	قیمتی سانس	۱۶۲	۱۰۴	سب سے بڑی کرامت	۱۴۰
۱۲۰	علم پڑھانا	۱۶۳	۱۰۵	نظرِ شہوت کا علم	۱۴۱
۱۲۱	حضرت خضر کی زیارت	۱۶۴	۱۰۵	شیطانِ جبال	۱۴۲
۱۲۱	خوفِ الہی	۱۶۵	۱۰۶	وعظِ جنسید	۱۴۳
۱۲۲	درویش کا غائب ہو جانا	۱۶۶	۱۰۶	مروہ جسم کا دیکھنا	۱۴۴
۱۲۲	نظرِ شہوت	۱۶۷	۱۰۷	وسیلہٴ نجات	۱۴۵
۱۲۳	انتقال کا علم	۱۶۸	۱۰۷	ولایت کی خبر	۱۴۶
۱۲۳	ستر شمعوں کا روشن ہونا	۱۶۹	۱۰۸	قبر کا کھودنا	۱۴۷
۱۲۴	ڈول کا کندھے پر آ جانا	۱۷۰	۱۰۹	اشرفیوں کا نذرانہ	۱۴۸
۱۲۵	مشتبہ کھانے کی شناخت	۱۷۱	۱۱۱	حملے کی کامیابی	۱۴۹
۱۲۵	سونا بن جانا	۱۷۲	۱۱۲	قبر سے حیا داری	۱۵۰
۱۲۶	حضرت معروف کرخی کا تقویٰ	۱۷۳	۱۱۲	بوسۂ نبوت	۱۵۱
۱۲۶	پانی پر چلنا	۱۷۴	۱۱۳	پھول پتھر کے برابر	۱۵۲
۱۲۶	ڈول کا کنارے پر آ جانا	۱۷۵	۱۱۳	باوضو رہنا بھی عبادت ہے	۱۵۳
۱۲۷	شیر کی ناکامی	۱۷۶	۱۱۳	غنت کا جنازہ	۱۵۴
۱۲۷	بے مثل سخاوت	۱۷۷	۱۱۴	چراغوں کا روشن کرنا	۱۵۵
۱۲۷	تعمت بالخیر	۱۷۸	۱۱۵	عزائیل کا خوش آمدید کہنا	۱۵۶

شانِ لایت

الَّذِينَ أُولِيَآءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

ترجمہ

خبردار تحقیق اللہ کے دوستوں کو کچھ خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو کوئی غم ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

تفسیر

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جس مضمون کے انکار کا احتمال ہو وہاں عربی میں اَلَا یَا رَانَ یا ہا وغیرہ حروف تبیہ لائے جلتے ہیں۔ چونکہ رب کو علم تھا کہ اولیاء اللہ کے فضائل و کمالات ان کے مراتب و درجات اور ان کی قدرت و اختیارات ان کے مناقب کے بہت سے منکر پیدا ہونے والے ہیں۔ لہذا اس مضمون کو دو حروف تاکید سے شروع فرمایا۔ اَلَا یَا رَانَ۔ خبردار۔ بے شک۔ تحقیق۔ اولیاء ولی کی جمع ہے۔ ولی کے چند معنی ہیں قریب۔ دوست۔ ناصر۔ مددگار۔ والی۔ یعنی اللہ کے قریب۔ دوست۔ رہنے والے یا اللہ کے دین کے مددگار۔ اللہ کے دوست اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جنہیں رب نے منتخب فرمایا اور شیطان کے دوست جنہیں شیاطین یا ہمارے نفوس نے منتخب کیا۔ اولیاء الشیاطین یا اولیاء من دون اللہ یا حزب الشیاطین کہلاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اُولِیَاءَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ کی سخت مذمت فرمائی۔ ان کے ملنے والوں کو کافر فرمایا اور اولیاء اللہ کے مناقب بیان کیے۔ یہ آیت اولیاء اللہ کے مہلک کی ہے مہلک

یے فرمایا اویار اللہ تاکہ اویار شیاطین نکل جاویں۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اویار اللہ کو دنیا کے خطرات سے بے خوف کر دیا ہے اور قیامت
 سے ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے محفوظ کر دیا ہے۔ یعنی اویار اللہ کو نہ دنیا کا خوف ہے اور نہ
 ہی قیامت کا غم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان حضرات کو دونوں جہان میں محفوظ
 رکھا ہے۔

امام اہل سنت صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قرآن مجید کے حاشیہ پر رقم طراز ہیں :

ولی کی اصل ولاد سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے ولی اللہ وہ ہے
 جو فرائض سے قرب الہی حاصل کرے اور اطاعت الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلال
 الہی کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب وہ دیکھے تو دلائل قدرت الہی کو دیکھے اور جب سُنے تو
 اللہ کی آیات ہی سُنے، اور جب بولے تو اپنے رب کی ثنا ہی کے ساتھ بولے، اور جب
 حرکت کرے، اور جب کوشش کرے تو اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الہی
 ہو، اللہ کے ذکر سے تنہا اور دل کی آنکھ سے خدا کے سوا غیر کو دیکھے۔ یہ صفت اولیاء
 اللہ کی ہے۔ جب بندہ اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا
 ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہے جو اعتقاد صحیح منہی بردیل رکھتا ہو اور
 شرع مطہرہ کے مطابق اعمال صالحہ بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے
 قرب الہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی
 چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ ہی کسی شے کے فوت ہوجانے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا
 یاد آجائے۔ طبری کی حدیث میں بھی ابن زبیر نے کہا کہ ولی اللہ وہ ہے جس میں وہ صفت ہو
 جو اس آیت میں مذکور ہے الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ یعنی ایمان و تقویٰ
 دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی اللہ وہ ہیں جو خالص اللہ کے لیے محبت کریں۔
 بعض اکابرین نے فرمایا ولی اللہ وہ ہیں جو طاعت سے قرب الہی کی طلب کرتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی اعدیت کا بہانہ کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر نرم کرنے کے لیے وقف ہو گئے ہوں۔

حضرت سید و انا علیٰ بحوریہ قم لاہوری اسی ضمن میں فرماتے ہیں:

وَلِیُّ اللّٰہِ وہ ہے جو اپنے دل میں ماسوا اللہ کی محبت کے دنیا و عقبیٰ وغیرہ کو رکھے اور اپنے دل کو دنیا و عقبیٰ سے خالی کر کے صرف اللہ کی محبت کے لیے اپنے رب کی طرف رجوع کرے۔

چونکہ اولیاء اللہ مدیران ملک احوال عالم سے خبردار اور تمام عالم کے والی ہوتے ہیں اور نظام عالم میں ان کا تصرف ہوتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان کی رائے تمام اہل الرائے پر فائق ہو اور تمام قلوب کے مقابلے میں ان کا دل شفیق تر ہو۔

ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہے اس لیے کوئی ولی نبی نہیں ہو سکتا جبکہ ہر نبی کا ولی ہونا ضروری ہے۔ (کشف المحجوب)

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر دہلوی قدس سرہ انورانی نے فرمایا:

اولیاء اللہ پر عالم ملکوت منکشف ہو جاتا ہے اور ان پر عالم جبروت کے کئی قسم کے علوم روشن ہو جاتے ہیں۔ عجیب و غریب علوم اور نکتیں ان پر القا کیے جاتے ہیں اور کئی قسم کی خبروں سے مطلع ہوتے ہیں۔

رب تعالیٰ نے (اولیاء اللہ) کو لوگوں کے دلوں کے بھیدوں اور دیتوں پر مطلع فرمایا ہے کیونکہ میرے رب نے ان کو دلوں کو ٹرنے والا اور پوشیدہ باتوں کا امین بنایا ہے۔ پھر ولی اللہ توحید کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اس سے تمام حجابات دور کر دیئے جاتے ہیں۔ ولی اللہ تعالیٰ کے خاص بھیدوں اور رازوں پر مطلع ہو جاتا ہے۔



۱۔ حضرت ابو بکر صدیق کا غیبی خبر دینا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تقریباً پانچ من کے قریب کھجوریں جو درختوں پر لگی ہوئی تھیں ہبہ کی تھیں اور اپنے وصال شریف سے پہلے ہی فرمایا اے میری پیاری بیٹی! مال و دولت کے باب میں مجھے تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ اگر تم نے انہیں توڑ کر اکٹھا کر لیا ہوتا تو وہ آپ کی ملک ہو جاتی لیکن اب وہ تمام وارثوں کا حق ہے جس میں تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں بھی شریک ہیں۔ اور تم قرآن کریم کے احکام کے مطابق انہیں تقسیم کر لو۔ جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ابا جان اگر بہت زیادہ بھی ہوئیں تب بھی میں اس ہبہ سے دستبردار ہو جاتی لیکن یہ تو فرمائیے کہ میری بہن تو صرف "اسماء" ہی ہے یہ دوسری لڑکی کون ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ لڑکی بنت خارجه کے شکم سے پیدا ہوگی اور میری وفات کے بعد چناؤ ایسا ہی ہوگا کہ آپ کے وصال کے بعد ایک لڑکی اور پیدا ہوئی جس کی خبر حضرت ابو بکر صدیق نے پیدائش سے پہلے ہی کر دی تھی۔

۲۔ وصال مبارک کی خبر دینا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس نے وصال فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیر کے دن۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا وصال منگل کو ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منگل کے دن وصال ہوا۔

۳۔ حضرت فاروق کا غیبی خبر سن کر جواب دینا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جہاد کی غرض سے ایک لشکر روانہ فرمایا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن خطبہ پڑھ رہے تھے اور دوران خطبہ فرمایا اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا۔ آپ نے تین دفعہ ایسے ہی فرمایا کیونکہ پہاڑ کی طرف ہٹ جانے سے مسلمانوں کے غالب ہو جانے کی اُمید تھی۔ جب تھوڑے دنوں بعد اس فوج کا قاصد آیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اُس سے لڑائی کا حال دریافت کیا۔ قاصد نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین ایک دن شکست کھانے ہی والے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا۔ اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنا اور ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھ کر کے سہارا لیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی اور مشرکین کو شکست فاش ہوئی۔

۴۔ حضرت عثمان کا ایک عورت کے ساتھ ٹیک بڑناؤ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلام محجن نامی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن آپ کے ساتھ آپ کی زمین پر گیا جہاں ایک عورت جو کسی تکلیف میں مبتلا تھی پاس آکر عرض گزار ہوئی کہ اے امیر المؤمنین مجھ سے زنا ہو گیا ہے جس پر آپ نے میرے لیے حکم صادر فرمایا کہ اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے آکر پھر کہا کہ میں نے تو زنا کیا ہے۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر کہ اے محجن اے باہر نکال دو۔ میں نے دُور بھگا دیا۔ اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا اے امیر المؤمنین میں بلاشک و شبہ زنا کیا ہے اور میرے تین مرتبہ کے اقرار پر زنا کی حد جاری کی جائے اس پر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اوہ نادان محجن! یہ عورت تو مصائب میں مبتلا ہے اور اور مصیبت کا سبب شرارت ہوتی ہے۔ اس کو ساتھ لے جاؤ پیٹ بھر کر روٹی اور پھننے کے لیے کپڑا فراہم کرو۔ محجن اس عورت کو ساتھ لے گئے اور امیر المؤمنین کے حکم کی تعمیل کی۔ چند دنوں بعد اس کے ہوش و حواس ٹھیک ہوئے تو حضرت امیر المؤمنین نے حکم دیا کہ اب کچھ کھجوریں آٹا وغیرہ گدھے پر لا کر اس کو دے کر اس کو جنگلی باشندوں کے پاس چھوڑ آؤ اور انہیں کہنا کہ اس کو اس کے اہل و عیال کے پاس پہنچا دیں۔ محجن نے سامان گدھے پر لا دیا اور جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں عورت سے پوچھا کہ کیا تم جس بات کا اقرار کرتی تھی وہ حقیقت ہے کہنے لگی نہیں نہیں۔ میں جو کچھ کہتی تھی تکالیف کی وجہ سے کہتی تھی یہ بیان اس لیے تھا کہ میں ان مصائب سے بچ جاؤں تاکہ ایک بارہ کی تکلیف سے نجات تو مل جائے گی۔

۵۔ حضرت علی کی شہادت کی خبر

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ابن بلجم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ یہ شخص (ابن بلجم) میرا قاتل ہو گا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اس کے قصاص کے بارہ میں کیا چیز مانع ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اس نے ابھی تک مجھ کو قتل نہیں کیا ہے اس لیے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ آخر ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اسی بد بخت نے آپ کو شہید کیا۔

۶۔ دیوار کا گرنا

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی آپس میں جھگڑ پڑے اور جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ان دونوں کے جھگڑے کی روداد سننے کے لیے آپ ایک دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ ایک نے کہا کہ دیوار گرنے ہی ہے، آپ نے فرمایا تم اپنا بیان شروع کرو۔ میری فہم اللہ کریم ہے جو میرے لیے کافی ہے۔ حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ ان دونوں کے بیانات سن کر فیصلہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد وہ دیوار گر گئی۔

۷۔ فرشتوں کی ہمراہی

حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک دفعہ

دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی جہاد میں بھیجتے تو آپ کے داہنی طرف حضرت جبریل امین علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے۔ اس لیے آپ ہر جنگ میں فتح و کامیابی و کامرانی سے واپس لوٹتے۔

۸۔ پتھر سے خون کا رسنا

حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب جامِ شہادت نوش فرمایا تو دنیا پر سات دن تک یہ حالتِ منظر کشی رہی :

۱۔ دیواروں پر سورج کی روشنی زرد رنگ کی تھی۔
۲۔ آسمانی ستارے لگاتار ٹوٹتے رہے اور ایک ستارہ دوسرے ستارے پر ٹوٹ ٹوٹ گرتا تھا۔

۳۔ امام عالی مقام کی شہادت دسویں مہرم سنہ ہجری میں ہوئی اور اس دن سورج گرہن بڑی تیزی سے لگا۔

۴۔ امام عالی مقام کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک سرخی مائل رہے۔ ایسی سرخی پہلے کبھی نہیں دکھائی گئی۔

۵۔ امام عالی مقام کی شہادت کے دن بیت المقدس میں ہر پتھر کے نیچے سے تازہ خون رس رس کر نکلتا تھا۔

۶۔ ظالموں کی فوج میں جو پیلے رنگ کی گھاس رکھی ہوئی تھی وہ رکھ بن گئی۔

۷۔ ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی جس کے گوشت سے آگ کی چمکاریاں نکلیں۔

۸۔ اور اس کا گوشت زہر کی مانند کڑوا تھا۔

۹۔ ایک شخص نے حضرت امام عالی مقام کی بارگاہ میں گستاخانہ کلام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دو آسمانی ستارے پھینکے جن سے اس شخص کی قوت بصارت جاتی رہی۔
۱۰۔ انہی ایام میں حضرت امام عالی مقام پر جنات نے گریہ زاری اور نوحہ خوانی کی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

۹۔ آسمان کا سیاہ رنگ ہو جانا

مورخین نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آسمان سیاہ رنگ کا ہو گیا تھا اور دن کے وقت ستارے نکل آئے تھے۔ ایک شخص نے آکر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دی اور وہ اندھا ہو گیا جس کو دوسرا آدمی کھینچ کر لے گیا۔ قبیلہ جعفیہ کے دو آدمی حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے جن میں سے ایک کی شرم گاہ اتنی لمبی ہوئی کہ وہ مجبوراً اس کو پیٹا تھا اور دوسرے شخص کو بڑی سخت استسقاء کی بیماری ہو گئی کہ وہ پانی کی بھری ہوئی مشک کو منہ سے لگا لیتا اور اس کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہنے دیتا۔ سدی نامی ایک شخص کا بیان ہے کہ میں ایک جگہ مہمان گیا جہاں پر حضرت امام عالی مقام کے قتل کا ذکر ہو رہا تھا۔ میں نے کہا حسین کے قتل میں جس نے شرکت کی وہ بڑی موت مرا۔ جن پر صاحب گفتگو نے کہا۔ اے عراقیو! تم کتنے جھوٹے ہو مجھے دکھیو میں قتل حسین میں شریک تھا لیکن اب تک مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی وقت اُس نے جلتے ہوئے چراغ میں اور تیل بٹال کر بتی کو ذرا آگے بڑھایا ہی تھا کہ پوری بتی میں آگ لگ گئی جسے وہ اپنی تنوک سے بجھا رہا تھا کہ اس کی داڑھی میں آگ لگ گئی وہ وہاں سے دوڑا اور پانی میں

کر دپڑا تاکہ آگ بجھ جائے بالآخر جب اُسے دیکھا گیا تو وہ جل کر دکھ ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی اس کا صلہ دے دیا۔

۱۰۔ ستر ہزار فرشتوں کی شرکت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے۔ اتنی تعداد میں ملاکہ اس سے پہلے کبھی نہیں آئے تھے۔

۱۱۔ شہد کی مکھیوں کا ادا کرنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصہ کے تحت روایت کی ہے کہ کفار قریش نے اپنے ایک دستہ کو حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش میں سے لاش کا ٹکڑا کاٹ لانے کے لیے بھیجا تاکہ بدن کے اس اعضاء کو دیکھ کر ان کے قتل کا یقین ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے دل کو ٹھنڈک بھی پہنچ جائے کہ یہی وہ عاصم ہیں جنہوں نے ہمارے ایک بڑے آدمی کو جنگِ بدر میں قتل کر دیا تھا۔ اس دستہ کے پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتول ساتھیوں کی لاش پر شہد کی مکھیوں کو بادل کی طرح بھیج دیا جنہوں نے ان شہیدوں کی لاش کو ان سے محفوظ کر دیا اور کافروں کا کسی قسم کا داؤد چل سکا۔ ہر طرح سے ناکام رہے۔

۱۲۔ جبریل اور میکائیل کا جنگ کرنا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے احد کے دن سرورِ عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں جانب دو سفید پوش لوگوں کو دیکھا جو بڑی تیزی سے جنگ لڑ رہے تھے۔ ایسے جنگجو اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے اور نہ ہی بعد میں اور یہ دونوں سفید حضرت جبرائیل و حضرت میکائیل علیہما السلام تھے

۱۳۔ فرشتوں کا غسل دینا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مغازی میں لکھا ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے جمیلہ دختر عبد اللہ بن ابی سلول رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر جنگِ احد کی ایک رات اپنی بیوی سے ہمبستر ہوئے اور اسی حالتِ جنابت میں علی الصبح ہتھیار لگا کر مسلمانوں کی فوج میں پہنچ گئے۔ ادھر ان کی نئی دلہن نے اپنی قوم کے چار آدمیوں کے پاس اطلاع بھیجی کہ میرے خاوند ہم بستری کے بعد جہاد میں چلے گئے اور لوگوں کو اس لیے گواہ کر لیا تاکہ حمل رہ جانے کی صورت میں کسی کو کوئی بات کہنے کی گنجائش نہ رہے۔ لوگوں نے اس دلہن سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو تو اس نے جواب دیا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا آسمان کھولا گیا اس میں حضرت حنظلہ داخل ہوئے اور پھر آسمان کے دروازے بند کر دیئے گئے جس سے مجھے یقین ہوا کہ کل وہ شہید کر دیئے جائیں گے۔ حضرت حنظلہ کی شہادت کے بعد ان نیک سیرت بی بی کا ثابت بن قیس سے نکاح ہوا جن کے پیٹ سے محمد بن ثابت بن قیس پیدا ہوئے۔ اسود بن شعیب نے حملہ کر کے حضرت حنظلہ کو ایسی برہمی ماری کہ آپ اسی برہمی سے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حنظلہ بن ابی عامر کو نقرئی طشت میں مینہ کے پانی سے زمین و آسمان کے درمیان میں نہلا رہے تھے۔ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حنظلہ کو دیکھا کہ ان کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں اور یہ دیکھ کر میں نے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دے کر تمام واقعہ عرض کیا اس پر آقائے دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حنظلہ کی بیوی جمیلہ کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ ان کی حالت روانگی معلوم کرے۔ چنانچہ اس قاصد سے جنابہ جمیلہ نے کہا کہ وہ جہاد کے میدان میں گھر سے بحالت جنابت گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے غسل کے لیے ملائکہ کو مقرر فرمایا۔ یہ ایک عظیم کرامت ہے۔

۱۴۔ جبرئیل کا مشرک کے سر پر کوڑا مارنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے بھاگ رہا تھا کہ اس نے مشرک کے سر پر ایک کوڑا مارنے کی آواز سنی اور گھوڑے سوار کی آواز کے الفاظ یہ تھے حیروم دے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کا نام ہے) آگے بڑھ کر دیکھا کہ دشمن چت گرا ہوا ہے اور دشمن کی ناک بھی خون آلود چہری ہوئی تھی اور چہرہ بھی بڑی طرح خود آلود تھا جو کہ دیکھنے کے قابل نہ تھا۔ اور باقی اعضائے جسمہ زردی مائل تھے۔ چنانچہ اس انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر تمام کا تمام کہنا یا جس پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تو سچ کہتا ہے یہ تو تیسرے آسمان کی درد تھی۔ پھر اسی دن مسلمانوں نے ستر مشرکوں کو قید کیا اور شتر کافروں کو تلوار سے بڑی طرح قتل کیا۔

۱۵۔ لالٹھی کا روشن ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت اُسید و عباد نے اپنی کچھ ضرورتیں ظاہر کیں جس میں کچھ رات ہو گئی۔ رات انتہائی تاریک تھی۔ چنانچہ وہ اسی تاریکی میں اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹے۔ ان کے ہاتھوں میں لکڑے کی لالٹھیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کی لالٹھی روشن ہو گئی۔ اور لالٹھیاں کا کام دینے لگی جس کی روشنی کی مدد سے دونوں چلنے لگے۔ جب ایک کا رستہ ختم ہو گیا اور دوسرے کو آگے جانا تھا تو اس روشن لالٹھی نے اس دوسرے کی لالٹھی کو بھی روشن کر دیا اور دوسرا بھی اپنے گھر کی طرف ہو گیا۔ اور یہ دونوں آدمی اپنی اپنی لالٹھی کی روشنی کے ذریعہ سے اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

۱۶۔ حضرت جابر کو وصیت کرنا

صحابی رسول مقبول حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ احد کے وقت ایک رات مجھے والد ماجد نے بلوا کر فرمایا یا کل اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت میں سب سے پہلے میں شہادت کا جام چکھوں گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ میں سب سے عزیز تمہیں سمجھتا ہوں! توجہ کیجئے کہ میں ایک آدمی کا مقروض ہوں وہ قرضہ تم نے ادا کرنا ہو گا۔ میں یہ بھی تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی بہنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ واقعی صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ وصال سے پہلے کی خبر دینا یہ ایک بڑی عظیم کرامت ہے۔

۱۷۔ حضرت سفینہ کی شیر پر سواری

صحابی رسول حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سرزمین روم میں اپنے اسلامی لشکر کا راستہ بھول گئے۔ ابھی راستہ کی تلاش میں ہی تھے کہ دشمنان اسلام نے گرفتار کر لیا۔ ایک دن آپ قید سے بھاگ کر راستہ کی تلاش میں سرگرداں تھے کہ ایک شیر کسی طرف سے آنکلا۔ اور آپ کو دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا اور غرغرانے لگا۔ چنانچہ آپ نے شیر کو اس کی کنیت سے پکار کر کہا اے ابوالمحارث سن لے میں رسول اللہ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ اس طرح کا معاف ہوا ہے۔ جنگلی شیر یہ کلام سن کر عالم مستی میں چلا گیا اور غلاموں کی طرح دم ہلانے لگا اور پھر ان کے برابر چلنا شروع کر دیا۔ جب اُسے کوئی آواز سنائی دیتی تو وہ فوراً اسی طرف کا رخ کر لیتا۔ اور پھر آپ کے ساتھ ساتھ چلنا شروع ہو جاتا۔ جب حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اپنی اصلی منزل جہاں پر لشکر اسلامی پڑاؤ ڈالے تھا وہاں پہنچ گئے تو شیر واپس اپنے جنگل میں آ گیا۔ کچھ کتابوں میں اس طرح بھی لکھا ہے کہ شیر پر آپ نے سواری بھی کی وہ اس طرح کہ شیر نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دعویٰ کیا تھا اور پھر پوری طرح غلامی کا حق ادا کر دیا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ ایک عظیم کرامت ہے جسے اوراق میں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

۱۸۔ قحط سالی سے نجات

حضرت ابوجوزار رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ۔

مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا تو لوگ حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہم اس وبا قحط سے بہت پریشان ہیں۔ یہ بات سُن کر اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی طرف نگاہ کر و اور گنبدِ خضریٰ میں آسمان کی طرف کو سوراخ کہ دو تا کہ دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ ان لوگوں نے اسی طرح کیا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ اسی اثناء میں بارانِ رحمت کا دریا بن گیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ گھاس نمودار ہو گئی اور اونٹ وغیرہ اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ اور تمام قحط نظروں ہی نظروں میں دُور ہو گیا۔

۱۹۔ حضرت عائشہ کو حضرت جبرائیل کا سلام

حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ محبوبِ خدا علیہ التیمۃ والثناء نے ایک دن ارشاد فرمایا اے عائشہ یہ جبرائیل تم کو سلام کر رہے ہیں۔ میں نے جواباً کہا اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت اور برکت ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو دیکھتے ہیں اور میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ جس طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سلام پیش کیا اسی طرح اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا۔ فرشتوں کا آپ کو سلام کہنا بھی بہت بڑی کرامت ہے۔

۲۰۔ حضرت خدیجہ کی علمی فراست

اُم المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ نے عرب کی عادت کے مطابق محبوبِ خدا محمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی خدمت اقدس میں گزارش کی یا رسول اللہ آپ کے

وہ دوست جنہیں جبرائیل امین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اب جب تشریف لائیں تو مجھے آگاہ کرنا۔ آپ نے فرمایا ضرور آگاہ کر دیا جائے گا۔ ابھی آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی تھے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ مصطفویٰ میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل کی آمد کا ذکر ام المومنین سے کر دیا۔ ام المومنین نے آپ کی خدمت میں گزارش کی یا رسول اللہ آپ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں دیکھ رہا ہوں۔ ام المومنین نے عرض کیا آپ ذرا میرے بائیں جانب تشریف لائیے۔ جب آپ بائیں جانب بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پھر عرض کیا کیا اب بھی آپ انہیں دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر ام المومنین نے پھر عرض کیا اب آپ سامنے تشریف لائیے۔ آپ سامنے تشریف لے آئے تو ام المومنین نے پھر عرض کیا اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ اب ذرا میری گرد کی طرف تشریف لائیں جب آپ اس طرف تشریف لائے تو پھر عرض کیا کیا آپ ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد ام المومنین نے اپنے سر سے دوپٹہ اتار اور عرض کیا اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب نہیں دیکھ رہا۔ ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ واقعی جبرائیل اگر جبرائیل نہ ہوتے تو میرے سر ننگا کرنے پر نہ بھاگتے کیونکہ شیطان کام برہنہ پن کو دیکھ کر رُک جانا ہوتا ہے کیونکہ شیطان بے حیا ہے اور جبرائیل باحیاتیٰ لہذا حقیقت میں وہ جبرائیل ہیں اور جبرائیل کا کام انبیاء کی ماضی ہے آپ واقعی سچے نبی ہیں جس میں کسی قسم کا بھی شک نہیں۔ ام المومنین کا اس طرح ملائکہ کی پہچان کرنا اور آپ کے نبی ہونے کی گواہی دینا یہ ایک بہت کرامت ہے۔

۲۱. حضرت جبرائیل کا حضورِ خدیجہ کو سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے پاس بی بی خدیجہ آرہی ہیں اور ان کے ہاتھ میں جو برتن ہے اس میں کھانے پینے کی اشیاء ہیں۔ جب وہ آپ کے پاس آجائیں تو ان سے میری طرف سے سلام کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ کو خوشی ہو آپ کے لیے جنت میں ایسا مکان ہے جو موتیوں کا بنا ہوا ہے جہاں کسی قسم کا شور و غوغا نہیں ہے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر بارگاہِ ام المومنین میں آنا بہت بڑی بزرگی کی دلیل اور کرامت ہے۔

۲۲. حضرت خاتونِ جنت کا گزر

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت ایک منادی پردہ کے پیچھے سے پکار کر کہے گا اے حاضرین اپنی آنکھیں بند لو اس لیے کہ خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہو رہا ہے۔

۲۳. پیالے کا تسبیح پڑھنا

حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں

کے درمیان میں ایک پیالہ رکھا ہوا تھا جو سبحان اللہ پڑھ رہا تھا۔ اس تسمیح کی آواز کو

دونوں نے سنا۔
۲۲۔ بے موسم انگور کا حاصل ہونا

ایک شخص لیٹ نامی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سال ۱۳۰۰ ہجری میں فریضہ حج ادا کیا۔ جب میں نے مسجد حرام میں نماز عصر ادا کی تو میں کوہ ابو قیس پر چڑھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا اس طرح دعائیہ کلمات ادا کر رہا ہے یا رَبِّ يَادْبِ اُور پھر خاموشی ہو جاتا ہے۔ کچھ دیر بعد پھر بولا یا حَتَّىٰ يَا حَتَّىٰ نَا حَتَّىٰ۔ پھر کچھ دیر خاموش رہا اور بولا۔ اے اللہ مجھے انگور کی تمنا ہے۔ اے اللہ مجھے انگور کی تمنا ہے۔

میرے تن کے کپڑے پھٹ چکے ہیں نئے کپڑے دے دے۔ زاوی کا بیان ہے کہ ابھی اس کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ایک انگور کا بھرا ہوا ٹوکرا دکھائی دیا حالانکہ اس وقت کہیں انگوروں کا نام بھی نہیں تھا اور دو چادریں بھی دکھیں کہ ان جیسی چادریں آج تک دیکھنے میں نہ آئی تھیں۔ اس شخص نے کہا انگور کھالے۔ میں نے کہا کہ میں بھی اس میں برابر کا حصہ دار ہوں۔ اس نے پوچھا۔ کس طرح میں نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ جب تم دعائیہ کلمات کہہ رہے تھے تو میں آپ کے ساتھ آئین کہتا تھا یہ سن کر اس نے کہا آگے تشریف لائیے اور انگور کھائیے۔ میں نے آگے جا کر انگور کھائے اور اللہ اس سے قبل کبھی ایسے انگور نہیں کھائے تھے۔ ٹوکرا اسی طرح بھرا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ اس کو ذخیرہ نہ کرو اور چھپانے کی بھی کوشش نہ کرو۔ پھر اس شخص نے ایک چادر خود اوڑھ لی اور دوسری چادر مجھے عطا کر دی میں نے کہا کہ مجھے چادر کی ضرورت نہیں۔ یہ سن کر دوسری چادر بھی رکھ لی۔ پھر وہ دونوں پرانی چادریں لے کر پہاڑ سے اُترا۔ صفا و مروہ پہاڑ کے درمیان ایک شخص نے سوال کیا اے رسول اللہ کے فرزند میں ننگا ہوں مجھے چادریں عطا

فرادے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمائی ہیں۔ پس حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے دونوں چادریں سائل کو دے دیں۔ یہ دیکھ کر میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ جواب ملا کہ یہ حضرت جعفر صادق ہیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کی تلاش کی مگر آپ سے پھر ملاقات نہ ہو سکی۔

۲۵۔ گائے کا دوبارہ زندہ ہونا

ایک دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف میں سیر کے لیے پہل قدمی فرما رہے تھے۔ سیر فرماتے فرماتے ایک عورت کو دیکھا جس کے آگے ایک مردہ گائے پڑی تھی اور بال بچوں سمیت اس پر بیٹھی گریہ و زاری کر رہی تھی۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھی ایسی حالت کیوں بنائے ہوئے ہے۔ اس نے عرض کیا یا حضرت۔ میرا تمام گھر کے اخراجات کی گزراوقات اسی گائے کے دودھ پر تھی اب یہ مر گئی ہے حیران ہوں کہ اب کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کیا تو یہ چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کر دے۔ عورت نے کہا کہ میں مصیبت زدہ ہوں اور آپ مذاق اڑا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں مذاق نہیں کر رہا۔ بعد ازاں آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور گائے کو ایک ٹھوکرا لگائی تو گائے زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ فوراً آنکھوں سے غائب ہو گئے۔

۲۶۔ خلیفہ منصور پر بیہوشی کا طاری ہونا

خلیفہ وقت منصور نامی نے اپنے وزیر سے کہا کہ باؤ حضرت امام جعفر صادق کو لاؤ تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ وزیر نے منصور سے کہا کہ جو شخص ہر وقت

طاعت الہی میں مستغرق ہو اور دنیا سے بھی تعلق نہ رکھتا ہو اُسے قتل کرنے سے کیا حاصل۔ خلیفہ ناراض ہوتے ہوئے بولا اُسے ضرور پیش کر دو۔ میں نے اُسے قتل کرنا ہے۔ وزیر نے ہر طرح سے سمجھایا مگر اس نے ایک نہ سنی۔ آخر کار وزیر آپ کی جستجو میں نکلا۔ خلیفہ نے اپنے غلاموں سے کہا کہ جس وقت امام صاحب آئیں تو میں سر سے ٹوپی اتاروں تو تم فوراً اس کا سر تن سے جدا کر دینا۔ جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو منصور دیکھتے ہی استقبال کے لیے آگے بڑھا اور آپ کو تخت نشین کر کے خداداد سے سامنے ہو کر بیٹھ گیا۔ غلام یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہوئے منصور نے عرض کیا۔ حضور آپ کو کسی کی حاجت ہو تو فرمائیے۔ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ مجھے پھر اپنے پاس نہ بلانا۔ اور اب مجھے اجازت دو کہ میں جا کر یاد الہی میں مشغول ہو جاؤں۔ یہ سن کر منصور نے آپ کو بڑی عزت و آبرو سے رخصت کیا۔ جب آپ رخصت ہوئے تو خلیفہ کانپ کر بیہوش گر پڑا۔ تین دن تک بیہوش رہا۔ وزیر نے خلیفہ سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا تھا۔ خلیفہ نے کہا کہ جب امام صاحب یہاں تشریف لائے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ ایک اژدہا ہے جس کا ہونٹ اس مکان کے نیچے اور دوسرا اوپر ہے اور بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ اگر تو نے آپ کو کسی قسم کی تکلیف دی تو تجھے محل سمیت نکل جاؤں گا۔ اس لیے میں ارے ڈر کے کپور نہ کر سکا بلکہ معافی مانگی اور بیہوش ہو گیا۔

۲۷۔ مشتبہ کھانے کے اثرات

حضرت طیفور بطامی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ

ابھی میرے شکم میں ہی تھے تو جب کبھی میں مشتبہ لقمہ کھا لیتی تو آپ پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیتے۔ جب تک قے سے وہ لقمہ دور نہ ہو جاتا تب تک آپ آرام نہ کرتے۔

۲۸۔ سامان کا اُونٹ کے اوپر چلنا

ایک مرتبہ حضرت طیفور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج کے لیے جا رہے تھے اپنا اور اپنے مریدوں کا ساز و سامان ایک اُونٹ پر لدا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ اس اُونٹ پر بوجھ زیادہ ہے اور یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ آپ نے یہ سن کر جواب دیا۔ اے جواں مرد! بوجھ اُونٹ نے نہیں اُٹھایا ہوا۔ غور سے دیکھ کہ اُونٹ پر بوجھ ہے یا نہیں۔ اُس نے جو دیکھا تو بوجھ اُونٹ کی پیٹھ سے ایک فٹ اُونچا تھا۔ کہنے لگا یہ بچب قسم کا معاملہ ہے۔ حضرت طیفور نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال تم سے پوشیدہ رکھتا ہوں تو تم مجھے ملامت کرنے لگتے ہو اور اگر ظاہر کرتا ہوں تو اس کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

۲۹۔ قحط سے نجات کا حصول

ایک دفعہ سی علاقہ میں سخت قحط پڑا تو لوگ اکٹھے ہو کر جماعت کی شکل میں حضرت طیفور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی حاضر ہو کر دُعا کے لیے عرض کی کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرف قحط ہی قحط تھا۔ یہ سن کر آپ نے سر کو جھکا لیا پھر سر اُپر اُٹھا کر فرمایا جاؤ اپنے پرناؤں کو ٹھیک کر لو۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ اور مسلسل رات دن برابر بارش ہوتی رہی۔ جس سے تمام قحط و بادل دور ہو گیا۔

۳۰۔ بھیرٹویوں کا بھیرٹوں کی نگہبانی کرنا

ایک دفعہ حضرت ابوسعید میخورانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت طیفور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بغرض امتحان حاضر ہوئے۔ حضرت طیفور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے مرید حضرت ابوسعید راعی کے پاس جاؤ کیونکہ ولایت و کرامت ہم نے اُسے بخش دی ہے۔ جب حضرت ابوسعید وہاں پہنچے تو ابوسعید راعی کو دیکھا کہ جنگل میں عبادتِ الہی میں مصروف ہیں اور بھیرٹیئے آپ کی بھیرٹوں کی حفاظت و نگہبانی کر رہے ہیں۔ جب عبادت (نماز) سے فارغ ہوئے پوچھا کیا چاہتے ہو کہا گرم روٹی اور انگور۔ راعی نے ہاتھ کی لکڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے آگے اور دوسرا اس کے آگے گاڑ دیا۔ فوراً اس پر انگور لگ گئے۔ مگر راعی کی طرف کے سفید اور ابوسعید کی طرف کے سیاہ تھے۔ ابوسعید نے راعی سے اس کا سبب پوچھا۔ راعی نے جواب دیا کہ میری طلب بطور یقین اور تیری طلب بطور امتحان تھی۔ ہر چیز کا رنگ اس کے حال کے موافق ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد راعی نے ابوسعید میخورانی کو اپنی گڈڑی دی اور فرمایا کہ اسے سنبھال کر رکھنا مگر جب ابوسعید حج کو گئے تو عرفات میں وہ گڈڑی غائب ہو گئی اور جب بسطام واپس تشریف لائے تو وہی گڈڑی حضرت ابوسعید راعی کے پاس دیکھی۔

۳۱۔ کفار کو شکست فاش دینا

ایک دفعہ مذکور ہے کہ ملک روم میں لشکرِ اسلام کا کفار سے مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کو شکست ہونے والی تھی کہ حضرت طیفور رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آواز سنی

بایزید دریاب (اسے بایزید خنبر لیجو) اسی وقت خراسان کی طرف سے آگ نکلا ہر ہونٹی جس کی دہشت سے لشکر کفار دہشت زدہ ہو گیا اور مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔

۳۲ شیر پر قابض ہونا

حضرت طیفور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ کا پیر کون ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میرا پیر ایک بڑھیا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک دن میں ایسے شوق اور جوش میں توحید میں مستغرق تھا کہ ماسوا اللہ اور کوئی دوسرا نظر نہ آتا تھا۔ میں اسی حالت میں صحرا کی طرف چلا گیا۔ وہاں ایک بڑھیا آٹے کی تھیلی لے کر آئی اور کہنے لگی کہ اسے لے لو۔ میں اس وقت اسے اٹھانے اور لے جانے سے قاصر تھا۔ میں نے ایک شیر کو اشارہ کیا۔ شیر آیا۔ میں نے تھیلی اٹھا کر اس کی پیٹھ پر رکھ دی اور بڑھیا سے کہا کہ جب تو شہر میں جائے گی تو کیا کہے گی کہ میں نے کس کو دیکھا۔ بڑھیا نے کہا کہ میں شہر میں جا کر یہ کہوں گی کہ میں نے ایک ظالم و متکبر کو دیکھا۔ میں نے کہا بڑھیا ذرا ہوش کر۔ بڑھیا نے کہا۔ شیر مکلف ہے یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں بڑھیا نے کہا جس کو اللہ تعالیٰ نے مکلف نہیں بنایا اُسے مکلف بنانا ظلم ہے یا نہیں۔ میں نے کہا ہاں ظلم ہے۔ پھر بڑھیا نے کہا کہ توبہ چاہتا ہے کہ اہل شہر جان میں کہ شیر تمہارا تابع ہے اور تو صاحب کرامت ہے۔ یہ دعوائی ہے۔ بڑھیا کی یہ باتیں سن کر میں نے توبہ کی اور اعلیٰ سے اسفل کی طرف آیا۔ چنانچہ بڑھیا ان باتوں کی وجہ سے میرا پیر ہے۔

۳۳ آگ سے زندہ پھلی کا ٹکنا

ایک روز حضرت شیخ ابراہیم خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت شیخ

عبداللہ دستانہ حاضر ہوئے۔ آپ کے آگے پانی کا انتقال بھرا ہوا رکھا تھا۔ حضرت شیخ عبداللہ دستانہ نے انتقال میں ہاتھ ڈال کر ایک زندہ مچھلی نکال لی اور آپ کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے نگاہ کی تو ایک گرم تنور نظر پڑا۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی نکال لی اور فرمایا کہ پانی سے زندہ مچھلی نکالنا آسان ہے مگر تو یہ ہے کہ آگ میں سے نکالی جائے۔ داستانہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آؤ ہم دوڑے تنور میں کود پڑیں تو پھر دیکھیں کون زندہ نکلتا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عبداللہ آئیے ہم اپنی نیستی میں چلے جائیں اور پھر دیکھیں کہ ہستی کے ساتھ کون نکلتا ہے۔ حضرت عبداللہ یسن کر خاموش ہو گئے اور پھر کچھ کہنے کی جرأت نہ لی۔

۳۴۔ قطبِ عالم کا جنازہ پڑھانا

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت مجھے اجازت دیجئے کہ میں کوہِ لبنان میں جا کر قطبِ عالم کی زیارت کروں۔ آپ نے اجازت دے دی۔ جب وہ لبنان پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگ ایک جنازہ سامنے رکھے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے۔ مرید نے ان سے پوچھا کہ نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھتے۔ انہوں نے کہا کہ قطبِ عالم کی انتظار ہے کیونکہ وہ ہر روز یہاں پانچوں وقت امامت کرتے ہیں۔ یہ سن کر مرید خوش ہوا۔ کچھ دیر کے بعد سب اٹھ کھڑے ہوئے مرید کا بیان ہے کہ میں نے شیخ کو دیکھا کہ امام بن کر نماز ادا کی۔ مجھ پر وحشت طاری ہوئی۔ جب ہوش آیا تو لوگ مردہ کو دفن کر چکے تھے اور شیخ تشریف لے جا چکے تھے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا۔ انہوں نے کہا ابوالحسن خرقانی۔ میں نے پوچھا کہ پھر کب تشریف لائیں گے؟ انہوں نے کہا دوسری نماز

کے وقت آئیں گے۔ میں رو پڑا کہ میں ان کا مرید ہوں مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ قطبِ عالم تو آپ ہی ہیں ورنہ یہ دود و دزدانہ کا سفر اختیار نہ کرتا۔ تم لوگ میری سفارش کرنا تاکہ وہ مجھے خرقان میں لے جائیں۔ جب نماز کا وقت آیا تو میں نے دوبارہ آپ کو دیکھا کہ آپ نے جماعت کی امامت فرمائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض گزار ہوا کہ میں پشیمان ہوں مجھے بھی خرقان لے چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے اس شرط پر خرقان لے جاؤں گا کہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا کیونکہ میں نے بارگاہِ الہی میں درخواست کی ہے کہ اس جہان میں مجھے مخلوق کی نظر سے پوشیدہ رکھنا۔ چنانچہ مجھے بایزید بطامی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مخلوق نے نہ دیکھا اللہ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا۔

۳۵۔ دیواروں کا کانپنا

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سماع نہیں سنا کرتے تھے۔ جب حضرت شیخ ابوسعید خرقان میں آپ کی ملاقات کے لیے آئے تو کھانا کھانے کے بعد آپ سے کہا کہ اجازت ہے کہ قوال کچھ بیان کریں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں سماع کی پروا نہیں مگر آپ کی موافقت سے سن لیتے ہیں قوالوں نے ایک شعر پڑھا۔ ابوسعید نے کہا۔ اے شیخ! اب وقت ہے کہ آپ اٹھیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور تین بار آستین کو حرکت دی اور سات مرتبہ قدم مبارک زمین پر مارا تو خانقاہ کی تمام دیواریں ملنے لگیں۔ ابوسعید نے کہا یا شیخ! بس کیجئے کہ عمارتیں خراب ہو جائیں گی۔ پھر کہا کہ قسم ہے خدا نے وحدہ لا شریک کی عزت کی کہ آسمان و زمین آپ کی موافقت میں رقص

کرنے لگیں گے۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ سماع اس شخص کے لیے جائز ہے جو اُپر پر عرش تک اور نیچے تختِ اشرفیٰ تک سب کچھ دیکھے۔ اور اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم سے پوچھا جائے کہ قصصِ بیوں کرتے ہو تو جواب دیجو کہ اُن لوگوں کی موافقت سے جو ہو گزرے ہیں اور وہ اس طرح کے ہی ہوا کرتے ہیں۔

۳۶. طعام میں اضافہ ہونا

ایک دن حضرت شیخ ابراہیم خرقانی کی ملاقات کے لیے حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ آپ کے ہاں جو کچھ روٹیاں موجود تھیں جو بیوی نے پکائی تھیں، آپ نے بیوی سے فرمایا کہ ان پر چادر ڈال دو اور جتنی چاہو نکالتی جاؤ۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ کثیر ہجوم ہو گیا خادم روٹیاں لارہا تھا مگر وہ اسی طرح باقی تھیں کہ اتنے میں بیوی نے چادر اٹھا دی۔ کوئی روٹی نہ رہی۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ تو نے بہت بڑی غلطی کی اگر تو چادر نہ اٹھاتی تو قیامت تک اسی طرح اس کے نیچے سے روٹیاں نکلتی رہتیں اور لوگ کھاتے رہتے۔

۳۷. شیر کا لکڑی کا گھٹا اٹھانا

ایک دن حضرت ابو علی سینا رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ملاقات کے لیے خرقان آئے۔ جب آپ کے در اقدس پر پہنچے تو حضرت ابو الحسن ایندھن کے لیے جنگل میں گئے ہوئے۔ پوچھا کہ کہاں ہیں۔ بیوی نے جواب دیا کہ تم ایسے زندیق کذاب کو کیا کرو گے۔ حضرت ابو علی نے دل ہی دل میں سوچا کہ جب بیوی ہی معکب ہے تو شیخ کا کیا حال ہو گا۔ پھر شیخ کی زیارت کے لیے جنگل کی طرف

چلے گئے۔ دیکھا کہ شیخ صاحب تشریف لارہے ہیں اور گھاس کا گٹھا شیر پر لدا ہوا ہے۔ بوعلی سینا یہ دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یا شیخ اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر میں ایسے بھیڑیے (یعنی بیوی) کا بوجھ اٹھاؤں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے گا۔ جب گھر میں واپس آئے تو بوعلی سینا بیٹھ گئے اور گفتگو کرنے لگے۔ شیخ نے دیوار بنانے کے لیے مٹی میں ہانی ڈالا ہوا تھا۔ اٹھ کر فرمانے لگے کہ میں نے یہ دیوار تعمیر کرنی ہے۔ اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ یہ کہہ کر دیوار تعمیر کرنے لگے۔ اچانک لوہے کا اوزار ہاتھ سے گر گیا۔ بوعلی نے اٹھانا چاہا مگر اٹھنے سے پہلے وہ شیخ صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر بوعلی اور عقیدت مند بن گئے۔

۳۸۔ ستون سے سوال و جواب

حضرت داتا گنج بخش ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک واقعہ درپیش ہوا جس کا حل مشکل نظر آتا تھا۔ چنانچہ میں حضرت شیخ ابوالقاسم گزگانی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے ارادے سے طوس پہنچا۔ اور آپ کو مسجد میں اپنے حجرے کے اندر تنہا پایا۔ آپ اس وقت بعینہ میرے واقعہ کو ایک ستون سے ارشاد فرما رہے تھے۔ میں عرض کیا اے شیخ! آپ یہ گفتگو کس سے کر رہے ہیں حضرت گزگانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بڑے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس وقت اس ستون کو میرے ساتھ گفتگو کی طاقت بخشی اور اس نے مجھ سے سوال کیا جس کا میں جواب دے رہا ہوں۔

۳۹۔ دو شہنشاہ ایک شخص پر

ایک روز حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابوالقاسم گزگانی

طوس میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور درویشوں کی ایک جماعت ان کے آگے کھڑی تھی۔ ایک درویش کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بزرگوں کا کتنا بڑا مرتبہ ہے۔ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس درویش کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص دو بادشاہوں کو ایک وقت میں ایک جگہ پر ایک تخت پر دیکھنا چاہے اُسے کہہ دو کہ آ کر دیکھ لے۔ یہ سن کر وہ درویش دونوں کی طرف نظر عمیق سے دیکھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کے پردوں سے حجابات اٹھا دیئے اور حقیقت کو پہچاننے والی آنکھ اور دل عطا فرما دیا۔

۴۰۔ لڑکے کو قید سے رہائی ملنا

ہمدان کی ایک عورت روتی پٹیتی حضرت خواجہ شیخ ابو علی ناردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرا لڑکا فرنجی قید کر کے لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا صبر سے کام لے۔ عرض کیا بابا جی صبر نہیں ہوتا۔ آپ نے دعائیہ کلمات فرمائے:

اللہم فک اسرا و عجل فرجہ

الہی اس کی بیڑی توڑ دے اور اس کا غم جلدی دور فرما دے۔ پھر اس عورت سے آپ نے فرمایا اپنے گھر چلی جاؤ لڑکے کا تجھے گھر میں مل جائے گا۔ عورت نے لڑکے کو گھر میں موجود پایا۔ حیران و پریشان ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی۔ لڑکے نے کہا میں ابھی قسطنطنیہ میں ہی تھا میرے پاؤں میں بیڑیا پٹی ہوئی تھیں اور نگران ہر وقت موجود تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا اُس نے مجھے اٹھالیا اور آنکھ چمکنے سے پہلے مجھے یہاں لے آیا۔ وہ عورت پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کیا تو امر الہی پر متوجہ تھی۔

۴۱۔ اسلام سے منحرف ہو کر عیسائیت کا قبول کرنا

حضرت شیخ ابوعلی نارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۵۱۵ھ ہجری میں بغداد میں تشریف لائے اور مدرسہ نظامیہ میں مجلس وعظ کا انعقاد فرمایا اور لوگوں میں بڑی مقبولیت پائی۔ ایک دن آپ مدرسہ نظامیہ میں علماء کی محفل میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک فقیہ جس کا نام ابن سقا تھا مجلس سے اٹھا اور اس نے آپ سے ایک سوال کیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا مجھے تیرے کلام میں کفر کی بو آتی ہے شاید تیری موت بھی اسلام پر نہ ہوگی۔ اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد شاہ روم کی طرف سے ایک نصرانی بطور ایچی خلیفہ وقت کے پاس آیا۔ ابن سقا اس کے پاس گیا اور اس سے التجا کی کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ میں دین اسلام چھوڑ کر تمہارے دین میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ نصرانی نے اس بات کو منظور کر لیا۔ وہ نصرانی کے ساتھ قسطنطنیہ میں پہنچا اور شاہ روم سے ملا اور عیسائی ہو گیا اور عیسائیت پر ہی موت واقع ہوئی۔

۴۲۔ مومن کی فراست سے ڈرو

ایک دفعہ حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ایام عاشورا میں ایک بہت بڑے اجتماع کے سامنے معرفت پر وعظ فرما رہے تھے۔ اچانک ایک نوجوان زاہدوں کی صورت میں خرقہ پہنے اور سجادہ کندھے پر ڈالے ہوئے حاضر ہوا اور ایک طرف گوشہ میں جا بیٹھا۔ آپ نے اس کی طرف نظر کی۔ کچھ دیر کے بعد وہ اٹھ کر کہنے لگا اے خواجہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اتقوا فراسة المؤمن فانہ ينظر بنور اللہ عزوجل (مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے) اس حدیث کا ستر (دراز) کیا ہے۔ آپ نے

نے فرمایا کہ اس حدیث کا ستر یہ ہے کہ تو زنار کو توڑ دے اور ایمان قبول کر لے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس زنار نہیں ہے۔ آپ نے خادم کی طرف اشارہ فرمایا۔ چنانچہ خادم اٹھا اور اس جوان کے بدن سے خرقة اٹھا دیا اور خرقة کے نیچے سے زنار ظاہر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر نوجوان نے اسی وقت زنار توڑ دیا اور ایمان قبول کر لیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے دوستو! آؤ ہم بھی اس نو مسلم کی طرح اپنے زنار توڑ ڈالیں اور ایمان لے آئیں جس طرح اس نے ظاہری زنار توڑا ہے ہم اپنے باطنی زنار جس سے مراد خود پسندی ہے توڑ دیں تاکہ اس کی طری ہماری بھی نجات ہو جائے۔ یہ سن کر حاضرین پر عجب کیفیت طاری ہوئی اور آپ کے قدموں پر گر کر توبہ کرنے لگے۔

۴۳۔ سفید پرندے کی پرواز

ایک دن حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ مریدین کے ساتھ موضع رامتین میں ذکر میں مشغول تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا سفید پرندہ ان کے اوپر اڑا چلا جاتا ہے۔ جب وہ پرندہ ان کے عین برابر آیا تو بلند آواز سے بولا۔ اے علی مروانہ باش۔ یہ دیکھ کر حاضرین محفل پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور سب کے سب بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو آپ سے پوچھنے لگے کہ حضرت یہ کیا تھا جو ہم نے دیکھا اور سنا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہ حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ اسی مقام پر پرواز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ تر مقام عطا فرمائے ہیں جہاں عقل کو کوئی رسائی نہیں ہے۔

۴۴۔ ایک لڑکے کی قید سے نجات

حضرت سیدانا اور حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما ہم عصر تھے اور کبھی کبھی ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ ابتدائی ملاقات میں حضرت سیدانا کو حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا علم نہیں۔ ایک دفعہ حضرت سیدانا رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی شان میں گستاخی ہو گئی۔ اتفاقاً ان ہی ایام میں ترکوں کی ایک جماعت دشت قبچان کی طرف سے حملہ آور ہوئی۔ اور سیدانا کے ایک لڑکے کو پکڑ کر لے گئی۔ سیدانا کو معلوم ہوا کہ یہ حادثہ اُس بے ادبی کے سبب وقوع پذیر ہوا ہے اس لیے حضرت خواجہ علی رامیتنی سے معافی مانگی اور بطور ضیافت آپ کی دعوت کی۔ آپ نے دعوت کو قبول کیا اور سیدانا کے ہاں تشریف لائے۔ اس دعوت میں بڑے بڑے علماء اور مشاہیر وقت حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضرت خواجہ علی رامیتنی نہایت خوش وقت اور بڑی کیفیت کے عالم میں تھے۔ جب خادم نمک دان لایا اور دسترخوان بچھایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ علی اپنی انگلی نمک پر نہ رکھے گا اور ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھائے گا جب تک کہ سیدانا کا لڑکا دسترخوان پر حاضر نہ ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ نے کچھ دیر سکوت فرمایا۔ تمام حاضرین اس کے منتظر تھے۔ اچانک سیدانا کا لڑکا اس گھر کے دروازے سے آ حاضر ہوا۔ یکبارگی مجلس میں شور برپا ہو گیا۔ لوگ حیران رہ گئے اور اس لڑکے کے آنے کی کیفیت لڑکے ہی سے دریافت کی۔ اس نے کہا میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ ابھی میں ترکوں کے ہاں قید تھا اور مجھ کو اپنے ملک میں لے جا رہے تھے۔ اب دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ یہ دیکھ کر سب آپ کے بلاؤں پر گر پڑے اور مرید بھی بن گئے۔

۲۵۔ ایک شہنشاہ کا عقیدت مند ہونا

جب حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باشارہ غیبی و لادیت بخارا سے خوارزم کا قصد کیا اور اس شہر کے دروازے پر پہنچ گئے تو وہاں ٹھہر گئے اور درویشوں کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا کہ ایک بافندہ فقیر تمہارے شہر کے دروازے پر آیا ہے اور اقامت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر تمہاری مرضی ہو تو داخل ہو جائے ورنہ واپس چلا جائے اور ان درویشوں سے آپ نے کہہ دیا اگر بادشاہ اجازت دے دے تو اجازت نامہ مہری اور دستخطی اُس کا لیتے آنا۔ جب وہ درویش بادشاہ کے پاس گئے اور مقصد بیان کیا تو بادشاہ اور اس کے ارکان دولت ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ وہ سادہ اور نادان آدمی ہیں۔ پھر بطور مذاق بادشاہ کا مہری و دستخطی اجازت نامہ ان کے حوالے کیا گیا۔ وہ یہ اجازت نامہ حضرت خواجہ علی رامیتنی کے پاس لائے۔ پس آپ نے قدم مبارک شہر میں رکھا اور گوشہ نشین ہو کر بطریق خواجگان اپنے مکان پر لے جا کر فرماتے کہ پورا وضو کرو۔ اور نماز دیکھو تک با وضو ہمارے پاس رہو اور ذکر کرو۔ بعد ازاں لہنی مزدوری لے کر چلی جاؤ۔ مزدور بہت خوشی سے ایسا کرتے اور دوسری نماز تک آپ کی صحبت میں رہتے مگر جو مزدور ایک دن اس طرح آپ کے رہتے۔ آپ کی صحبت کی برکت اور آپ کی تاثیر و تصرف باطنی سے ان میں یہ وصف پیدا ہو جاتا کہ آپ کی خدمت سے جدائی گوارا نہ کرتے۔ اس طرح کچھ مدت کے بعد وہاں کے لوگ آپ کے مرید بن گئے۔ اور آپ کے گرد طالب علموں کا بڑا مجمع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ کسی نے بادشاہ کو خبر دی کہ اس شہر میں ایک شخص آیا ہے۔ اکثر لوگ اس کے مرید ہو گئے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اس کے سبب سے ملک میں کوئی فتنہ و فساد پیدا ہو جائے کہ جس کا انداد ممکن نہ ہو

بادشاہ نے اس وہم میں بڑھ کر حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے اخراج کا حکم دیا آپ نے ان ہی دو درویشوں کے ہاتھ اجازت نامہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا کہ ہم تمہارے شہر میں تھکادی ہی مرضی سے آئے ہیں۔ اگر تم اپنے حکم کے خلاف کرتے ہو تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ اس پر بادشاہ اور ارکانِ دولت بہت شرمندہ ہوئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے معتقدین میں سے ہو گئے۔

۲۶ - انتقال کے وقت کا علم

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ ایک خواجہ محمد جو خواجہ خرد کے نام سے مشہور تھے۔ کیونکہ حضرت علی رامیتنی کے عقیدت مند آپ کو خواجہ بزرگ کہا کرتے تھے اور خواجہ محمد کو خواجہ خرد دوسرے خواجہ ابراہیم تھے جو خواجہ محمد سے چھوٹے تھے۔ جب حضرت کا زمانہ وفات قریب آیا۔ تو آپ نے خواجہ ابراہیم کو اجازت و خلافت عطا فرمائی ~~عقیدت مندوں کے~~ دل میں خیال آیا کہ بڑے صاحبزادے کی موجودگی میں جو عالم و عارف ہیں چھوٹے کو کیوں خلیفہ بنایا گیا۔ حضرت نے ان کے خطرے پر آگاہ ہو کر فرمایا کہ خواجہ خرد ہمارے بعد زیادہ نہ ٹھہریں گے بلکہ جلد ہی ہمارے پاس پہنچیں گے چنانچہ ویسا ہی وقوع میں آیا۔ حضرت کی وفات کے اُنہی روز بعد خواجہ خرد رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا۔

۲۷ - زمین سونگ کر ولایت کی خبر دینا

حضرت خواجہ محمد باسیما سی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند

رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ جس کی کیفیت اس طرح ہے کہ بہاؤ الدین نقشبند کی ولادت سے پہلے آپ کئی بار کوشک ہندواں سے گزرتے اور فرماتے :- اس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے بہت جلد ایسا ہوگا کہ کوشک ہندواں قصر عارفان بن جائے گا۔

ایک روز حضرت بابا سیما سی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ سید امیر کللال رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے قصر عارفان کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر فرمایا کہ وہ خوشبو اب زیادہ ہو گئی ہے اور بے شک وہ مرد پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت حضرت نقشبند کی ولادت کو تین روز ہو چکے تھے۔ آپ کے جد امجد آپ کو لے کر حضرت خواجہ بابا محمد سیما سی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے۔ ہم نے اس کو اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مردِ خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ بعد ازاں سید امیر کللال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاؤ الدین کے حق میں شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا۔ اگر تم اس میں کوتاہی کرو گے تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ حضرت امیر کللال نے کھڑے ہو کر اور نہایت ادب سے سینے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ اگر اس معاملہ میں ذرا بھر بھی کوتاہی کروں گا تو میں مردوں میں شمار نہیں ہوگا۔

۴۸۔ آنے والے وقت کی خبر دینا

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری عمر اٹھارہ سال کے قریب ہوئی تو میرے جد امجد کو میرے نکاح کی فکر ہوئی۔ انہوں نے مجھے حضرت خواجہ بابا محمد سیما سی کے بلانے کے لیے قصر عارفان میں بھیجا

تاکہ ان کے قدم کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔ جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا تو پہلی کرامت جو دیکھنے میں آئی تھی کہ اس رات آپ کی صحبت کی برکت سے مجھ میں بڑا تضرع و نیاز پیدا ہوا۔ رات کے آخری حصے میں اٹھ کر میں نے وضو کیا اور آپ کی مسجد مبارک میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور سجدے میں رکھ کر دعا و تضرع بہت کی۔ اس اثنا میں میری زبان سے نکلا:

”خدا یا! مجھے بلا کا بوجھ اٹھانے اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی قوت عطا فرما۔“

صبح کو جو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اذروٹے فراست و بصیرت میری رات کی سرگزشت سے آگاہ ہو کر فرمایا:

”اے فرزند! دعا میں یوں کہنا چاہیے،

”اللہ! اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے اسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے۔“

پھر فرمایا کہ:

”بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا تو اس میں ہے کہ بندہ بلا میں مبتلا نہ ہو اگر وہ بنا بر حکمت اپنے کسی دوست بر بلا بھیجتا ہے تو اپنی عنایت سے اس دوست کو اس بلا کے برداشت کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی حکمت اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اپنے اختیار سے مضیبت طلب کرنا دشوار ہے۔ گستاخی نہ کرنی چاہیے۔“

بعد ازاں کھانا لایا گیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو دسترخوان پر سے ایک روٹی مجھے دی۔ میں لینا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا لے لو کبھی کام آئے گی۔ میں نے وہ روٹی لے لی اور آپ کے ہمراہ قصر عارفان کی طرف روانہ ہوا

اثنائے راہ میں میرے باطن میں جب کوئی خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت چاہیئے۔ ان حالات کے شاہدے سے حضرت کی نسبت میرا یقین و اعتقاد زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ راستے میں ایک جگہ پہنچے جہاں آپ کا ایک معتقد کتا وہ بڑی عقیدت و محبت سے پیش آیا۔ جب آپ اس کے مکان میں پہنچے تو آپ نے اس کی بیقراری کو دیکھ کر فرمایا کہ سچ بتاؤ اس بے قراری کی وجہ کیا ہے۔ مرید نے عرض کیا حضور گھر میں دو دودھ تو حاضر ہے مگر آٹا موجود نہیں۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا وہ روٹی لاؤ۔ تم نے دیکھا کہ وہی روٹی کام آگئی۔

۴۹۔ مشتبہ کھانا کھانے سے پیٹ میں درد ہونا

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ابھی آپ میرے شکم میں ہی تھے اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا۔ تو اس قدر درد ہوتا کہ میں بیہوش ہو جاتی۔ جب یہ کیفیت کئی بار گزری تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بات اس بچے کے قدم کی برکت سے ہے جو میرے پیٹ میں ہے۔

۵۰۔ نگاہِ وحی کی تاثیر

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیعت ہونے سے پہلے ایک دن کشتی رطربے تھے۔ حاضرین میں سے کچھ لوگ معترض ہوئے کہ ایسے بزرگ زاوہ اور سید زاوہ کو ایسا کام نہ کرنا چاہیئے۔ اسی وقت ان لوگوں پر خواب نے غلبہ پایا۔ خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور وہ کسپڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر طرح سے کوشش کرتے ہیں مگر کسپڑ سے نکل نہیں سکتے۔ اچانک حضرت

امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس پہنچتے ہیں اور ان کو اس کپڑے سے نکال لاتے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے ان کے کان پکڑ کر کہا کہ دوستو! ہم اسی روز کے لیے زور آزمائی کرتے ہیں۔ تم درویشوں کے حق میں بد اعتقاد نہ بنو۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو سب نے توبہ کی اور تمام کے تمام کامل ترین مرد بن گئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

۵۱۔ کعبہ کا سر پر طواف کرنا

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اپنے مریدوں کے ساتھ حضرت خواجہ ابو حفص کبیر بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور مناسک حج پوری فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان فرما رہے تھے۔ ایک شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ نے حج تو کیا نہیں اور بیان اس طرح ہو رہا ہے جیسا کہ کعبہ سامنے موجود ہے۔ اس طرح مسائل تو وہ بیان کرے جس نے کعبہ کی زیارت کی ہو۔ کچھ دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اے نادان۔ دیکھ اوپر کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ کعبۃ اللہ آپ کے سر پر طواف کر رہا ہے۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے نادان۔ جس کے پاس ایک درہم بھی نہ ہو وہ اس خیال میں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہیں۔ تا وقتیکہ تیرے دل کی آنکھ نہ کھلے۔ تجھے کچھ نظر نہ آئے گا۔ (اولیاء اللہ کے متعلق کبھی بھی ایسا نہیں سوچنا چاہیے ورنہ پہلا کیا ہوا بھی ختم ہو جاتا ہے۔)

۵۲. شیر کا گردن جھکا دینا

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند عقیدت مند ایک دن جماعت کی شکل میں حضرت جگر دوں اتار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کی طرف زیارت کے لیے گئی۔ جب کچھ سفر طے کیا تو دیکھا کہ ایک شیر راستہ میں کھڑا ہے۔ وہ حیران ہوئے۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور شیر کو گردن سے پکڑ کر راستہ سے دوسری طرف کر دیا۔ جب وہ گزر گئے تو شیر نے بطور تعظیم سر جھکایا اور چل دیا۔ کچھ دنوں کے بعد مریدوں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ماجرا تھا۔ آپ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو دنیا جہان کی سب چیزیں اس سے ڈرتی ہیں اور فرمانبردار ہو جاتی ہیں۔

۵۳. پیر کا فریاد رسی کرنا

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن قضان سلطان کے دربار میں جلادی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ دربار میں ایک مجرم پیش ہوا تو سلطان نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُسے قصاص گاہ میں لے گئے اور اس کی آنکھیں باندھ دیں۔ تلوار میان سے نکالی اور سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور تلوار اس کی گردن پر ماری مگر تلوار نے کچھ بھی اثر نہ کیا۔ دوسری بار اسی طرح کیا مگر تلوار نے کچھ اثر نہ کیا۔ پھر تیسری بار تلوار چلائی مگر تلوار نے کچھ اثر نہ کیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ تلوار کھینچتے وقت مجرم ہونٹ ہلاتا تھا اور منہ میں کچھ پڑھتا تھا۔ آپ نے مجرم سے پوچھا کہ خدا کی عزت کی قسم جو مجھ پر برحق ہے تو سچ سچ بتا کیا کہتا تھا۔ مجرم نے

جواب دیا کہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت وسید کو یاد کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا پیر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ مجرم نے کہا میرے پیر و مرشد حضرت امیر کللال ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس وقت کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ مجرم نے کہا اس وقت بخارا کے علاقہ قریہ سوخار میں تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر آپ نے تلواریں زمین پر پھینک دی اور فوراً بخارا کی طرف روانہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ وہ پیر جو مرید کو تلوار کے نیچے سے بچالے اگر کوئی اس کی خدمت بجالائے تو تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ سے بچالے۔

۵۲۔ مملکت کا عطا کرنا

ایک دن حضرت امیر کللال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد بخارا سے نماز جمعہ ادا کر کے اپنے آستانہ عالیہ کی طرف تشریف لارہے تھے۔ راستے میں امیر تیمور کی فوج کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ آپ نے مریدوں سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ امیر تیمور کا خیمہ ہے۔ امیر تیمور یہ سن کر خیمہ سے باہر نکلا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے مخدوم! میں آج کچھ آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں جس سے میرے دل کو کچھ تسکین ہو۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر جب تک حضرت عزیزاں کی روحانیت سے اشارہ نہ پائے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہی حال میرے سردار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا۔ تم انتظار کرو۔ جب آپ گھر پہنچے تو نمازِ عشاءِ جماعت کے ساتھ ادا کر کے حضرت عزیزاں کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے ایک مہم شیخ منصور کو قراہاں میں رہتا تھا طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ فوراً امیر تیمور کے پاس جاؤ اور اُسے پیغام دو کہ مشائخ بخارا کی ارواحِ طیبہ نے مملکت خوارزم تمہیں عطا کر دی ہے تم بلا حیل و حجت وہاں پہنچ جاؤ۔

امیر تیمور نے ایسا ہی کیا اور خوارزم سے فتح دکامرانی سے واپس آیا۔

۵۵۔ ولی اللہ سے بغض کرنے کا نتیجہ

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اپنے مریدوں کے ساتھ بخارا کی جامع مسجد کو جا رہے تھے۔ ایک کسان اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ اس کے نوکر نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ آفانے جواب دیا کہ مفت خورے ہیں۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے نورِ کرامت سے معلوم کر لیا اور اسی وقت فرمایا کہ دوستو! حضرت امیر کلال نے فرمایا ہے کہ درویشوں کے حق میں بُرا خیال نہ کیا کرو اور ان کو نظرِ حقارت سے نہ دیکھا کرو تا کہ دنیا سے ذلیل و خوار نہ ہو کر جاؤ۔ دوست حیران ہوئے کہ حضرت نے یہ کیا فرمایا ہے جب مسجد سے واپس آئے تو دیکھا کہ وہ شخص جس نے بُرے الفاظ ادا کیے تھے درگزر کے سبب سے قریب المرگ ہے۔ جب قریب پہنچے تو اس نے کہا کہ مجھے حضرت امیر کلال کے پاس لے چلو۔ جب نزدیک لائے تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے کارِ گتیر کھایا ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس لے جاؤ اس کا کام تمام ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ گھر پہنچتے ہی مر گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اویا اللہ کے متعلق کبھی بھی بُرا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اویا اللہ کی دشمنی ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔

۵۶۔ پیر کا مرید کی فریاد سننا

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک عقیدتمند کا

بیان ہے کہ جن دنوں میں قہجان کے جنگل کی طرف ایک شکر نے بخارا پر حملہ کر کے بہت سے آدمیوں کو ہلاک و قید کر لیا۔ اور میرے بھائی کو بھی قید کر لیا گیا۔ میرے والد میرے بھائی کے غم میں بہت پریشان حال تھے۔ مجھے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اگر میری رضامندی چاہتا ہے تو اپنے بھائی کی تلاش میں قہجان کے جنگل کی طرف جا۔ چونکہ مجھے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ کوئی مشکل پڑتی تو میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتا تھا۔ میں نے یہ واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا جلدی جاؤ اور باپ کی رضامندی حاصل کرو۔ میں نے ایک درہم آپ کی خدمت میں نذرانہ کے طور پر پیش کیا جسے آپ نے قبول فرمایا مگر پھر مجھے واپس کر دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھنا اس میں بڑی برکات ہوں گی۔ جب کبھی سفر میں کوئی مشکل پیش آئے تو ہماری طرف توجہ کرنا۔ میں حسب ارشاد روانہ ہو گیا۔ اس سفر میں تھوڑی سی تجارت سے مجھے بہت زیادہ نفع پہنچا اور کسی مشکل کے بغیر اپنے بھائی کو خوارزم میں تلاش کر لیا۔ قیدیوں کی جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر ہم بخارا کی طرف روانہ ہو گئے۔ کشتی میں بہت سے لوگ تھے۔ ناگاہ مخالف ہوا چلنے لگی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اُس پریشانی کی حالت میں میرے کان میں کسی کی آواز آئی جو حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر رہا تھا۔ اسی وقت مجھے حضرت خواجہ امیر کلال کا وہ ارشاد یاد آیا کہ جس وقت تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو میری طرف توجہ کرنا۔ میں نے آپ کی طرف توجہ کی تو اسی وقت حضرت خواجہ امیر کلال مجھے نظر آئے میں نے سلام عرض کیا۔ آپ کی برکت سے ایک لمحہ میں ہوا ٹھہر گئی اور دریا کی لہر موقوف ہو گئی۔ تھوڑی مدت کے بعد ہم دونوں بھائی بخارا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ

نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جس وقت کشتی میں تم نے ہمیں سلام کیا تھا ہم نے سلام کا جواب بھی دیا تھا مگر تم نے نہ سنا تھا۔ (ادبیا اللہ کے کمالات حدود عقل سے ماوری ہوتے ہیں ان پر ایمان لانا عین اسلام ہے۔ اور ان پر عقل کو استعمال کرنا گمراہی ہے)۔

۵۷۔ لونڈی کا چوری کرنا

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ میرے پچیس دینار عدلی گم ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت کی خدمت میں دینار گم ہونے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دیناروں کو اس گھر کی لونڈی لے گئی ہے۔ آپ نے لونڈی کو حکم دیا کہ دینار واپس دے دو۔ لونڈی نے کہا کہ میں نے فلاں جگہ زمین میں دفن کر دیئے ہیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو دینار زمین میں دفن ہیں وہ صرف تین ہیں۔ حاضرین متعجب ہوئے۔ جب دیکھا گیا تو زمین میں تین ہی دینار تھے۔

۵۸۔ چوتھے آسمان سے رُوح کا واپس لانا

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک درویش کو کسی طرف روانہ کر رہے تھے۔ آپ نے حسبِ عادت اس کو بغل میں لیا اور اس پر نظر عنایت فرمائی۔ اتفاقاً اخی محمد دراہنی جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے خلفاء میں تھا اس درویش کے آگے آگے جاتا تھا۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ جب اخی محمد نے یہ حال دیکھا تو وہ جلدی حضرت خواجہ

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور تمام ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم مبارک اُس کے سینے پر رکھا۔ وہ ہلنے لگا اور اُس کی رُوح قالب میں آگئی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی رُوح چوتھے آسمان میں پائی اور وہاں سے واپس کر لی۔

۵۹۔ بچے کا قربانی دینا

ایک سید زادہ جو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت رکھتا تھا بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ جس روز حاجی قربانیاں دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہاُسی کو قربان کر دیتے ہیں۔ جو درویش اُس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ اُنھوں نے یہ بات لکھ لی۔ جب بخارا میں واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جس روز کعبہ میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر وہ الفاظ جاری ہوئے تھے اُسی دن بخارا میں آپ کا وہ لڑکا فوت ہوا تھا۔

۶۰۔ ایک شہنشاہ کا قتل ہونا

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ساتھ جماعت کی شکل میں شہر بخارا میں دروازہ کلاباد میں ایک عقیدت مند کے مکان پر تشریف رکھتے تھے۔ اتفاقاً وہ عقیدت مند حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے لیے

کلاہ نوروزی سی رہا تھا۔ ایسی کلام کو امراد حکام ہی پہننا کرتے تھے۔ آپ اس وقت حالت بسط میں تھے۔ آپ کی حالت سے درویشوں میں بڑا ذوق پیدا ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اور مرید جو آپ کی خدمت میں تھے کلاہ نوروزی سر پر رکھی۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ چونکہ ہم نے سلاطین کی ٹوپی سر پر رکھی ہے چاہیے کہ سلطنت میں تصرف کریں۔ بتاؤ سلاطین میں پہلے ہم کس پر زد کریں۔ ایک درویش پہلوان محمود نام نے حاکم ماوراء النہر کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اسی پر زد کی۔ حاضرین مجلس نے وہ تاریخ لکھ لی۔ آپ نے اسی وقت ایک امیر بخاری کی طرف خط لکھا۔ جو حاکم موصوف سے بھاگ کر کابل چلا آیا تھا۔ اور وہ خط ایک کابل جانے والے کے ہاتھ دے دیا اس خط کا مضمون یہ تھا کہ:

”ایسا واقعہ وقوع پذیر ہو گیا۔ تمہیں چاہیے کہ پانچ سو دینار

بذریعہ حامل خطوط درویشوں کی خدمت کے لیے روانہ کر دو۔“
چند روز کے بعد خبر آئی کہ حاکم ماوراء النہر قتل ہو گیا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اسی تاریخ کو قتل ہوا تھا۔ یہ سن کر سب متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو ایسے تصرفات عطا فرمائے ہیں۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ فرماتے تھے۔ دوستو! جس وقت ہم سے ایسا امر ظہور میں آتا ہے۔ باوجود کمال قرب کے حضور سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہوتا ہے وَمَا رَقِیَّتْ اِذْ رَمِیَّتْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَمِیْحٌ۔ پس جو کچھ درویشوں سے صادر ہوتا ہے اس میں ان کا اپنا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ سب کچھ اللہ کی رضا مندی سے ہوتا۔ (ادبیات اللہ کا ہر قول و فعل رضا الہی کے مطابق ہوتا ہے اپنی مرضی کا استعمال نہیں ہوتا جہاں اپنی مرضی ہو وہاں ولایت نہیں ہوتی۔)

۶۱۔ درویش کی بات نہ ماننا اور قتل ہونا

ایک درویش نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حوض کے کنارے کھڑے تھے جو شہر بخارا سے قبا کی طرف ہے۔ اُس حال میں ایک درویش جو لوگوں میں ارشاد و تہ بیت میں مشہور تھا آپ کی ملاقات کے لیے آیا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارا ارادہ خوارزم جانے کا ہے۔ اس نے عرض کی کہ ہاں۔ خواجہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم تمہیں خوارزم نہ جانے دیں گے اس نے کہا۔ حضرت ایسا نہ کہیے آپ کو اس بات کی قدرت حاصل نہیں ہے اتفاقاً اسی اثناء میں حضرت مولانا حمید الدین شاشی اپنے مریدوں کے ساتھ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ قصہ مولانا سے ذکر کر کے فرمایا کہ آپ گواہ رہیں۔ ہم اس درویش کو خوارزم نہیں جانے دیں گے۔ مولانا شاشی نے کہا ہم بھی اس میں گواہ ہیں۔ اس کے بعد وہ درویش خوارزم کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ اقصیہ میں پہنچا جو نواح بخارا میں قافلہ کے اترنے کی جگہ ہے۔ بادشاہ وقت کے قاصد آپہنچے اور انہوں نے خوارزم کا راستہ بند کر دیا۔ اس درویش نے اہل قافلہ کے ساتھ جانے کے متعلق سوچا۔ اور راستے سے دوسری طرف ہو کر کچھ مسافت طے کر کے پھر خوارزم کی راہ ہونے لگا۔ مگر وہ قاصدان کے پیچھے آپہنچے اور اس درویش کو قافلہ سمیت گرفتار کر لیا اور بخارا کی طرف لے آئے۔ اس درویش نے شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہ کے نواسہ خواجہ داؤد سے التجا کی اور کچھ مال دے کر قاصدوں سے نجات حاصل کی۔

۶۲۔ غلام کی واپسی کرانا

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ عنایت میں تشریف فرماتے تھے کہ کچھ لوگ آپ کی خدمت میں اتار لائے۔ ان لوگوں میں ایک درویش جس کا نام محمد زاہد تھا شامل تھا۔ حضرت خواجہ نے انار تقسیم کر کے فرمایا۔ کھاؤ۔ محمد زاہد نے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے اس لیے میں تو ان کی تلاش میں ہی سرگرداں ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا وہ کہیں نہیں جاسکتا۔ دو دن اور دو رات ہمارے پاس ٹھہرو تیسرے دن تم زیور تون کی طرف اپنے مکان میں چلے جانا غلام کی خبر تم کو خود بخود مل جائے گی۔ محمد زاہد نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز جب وہ اپنے مکان میں پہنچا تو آپ کے جانے سے پیشتر غلام بھی پہنچ گیا۔ محمد زاہد اور اس کے گھروالے اس کو دیکھ کر متعجب ہوئے اور غلام سے پوچھا کہ تو کیسے پہنچا۔ غلام نے کہا کہ جب میں بخارا سے نکلا تو میں نے نصف کی طرف جانے کا ارادہ کیا کہ میں نے کچھ سفر طے کیا ہی تھا کہ میرے پاؤں میں ایک بیڑی ظاہر ہوئی۔ میں چل نہ سکتا تھا اور گھنٹی کی آواز آتی تھی جس سے مجھے وہم پیدا ہوا کہ یہ آواز بخارا تک پہنچتی ہے جب میں زیور تون کی طرف لوٹا۔ وہ بیڑی کھل جاتی اور گھنٹی کی آواز نہ آتی تین دن تک یہی حال رہا میں سمجھ گیا کہ کچھ بات دوسری ہے۔ میں لوٹ کر آپ کی خدمت میں آ گیا اور معافی کی درخواست کی۔

۶۳۔ دینار کی غیبی خبر دینا

ایک روز شیخ شادی نامی شخص قصر عارفان میں ہی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطی کی تلافی کی درخواست

درخواست کی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نذرانہ چاہیے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک بیل لاتا ہوں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نذرانہ میں بیل قبول نہیں ہے۔ اڑتالیس دینار عدلی جو غدیت میں تم نے مدت سے دیوار کے سوراخ میں چھپائے ہوئے ہیں اور دھوئیں نے وہ جگہ سیاہ کر دی ہے نذرانہ میں لانے چاہیے۔ یہ سن کر شیخ شادی کی حالت خراب ہو گئی نہایت پریشان ہوا۔ اس لیے سوراخ میں چھپانے کے وقت تو کسی کو علم نہیں تھا۔ وہ جلدی غدیت میں گئے اور دینار لاکر خدمت میں پیش کر دیئے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے ایک دینار شیخ شادی کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ حرام ہے تجھے یہ کہاں سے ملا۔ اس وقت شیخ شادی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان سینتالیس دیناروں میں سے ایک بیل خرید کر کھیتی باڑی کر اور بندگان النہی کی خدمت میں صرف کر۔ اس کے بعد شیخ شادی سے اس ایک دینار کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کامرید بننے سے پہلے میں ایک مدت تک قمار بازی کرتا رہا وہ دینا قمار بازی سے حاصل کیا ہوا تھا۔

۶۲۔ ایک وقت میں کئی جگہ نظر آنا

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں تھے۔ کچھ درویش حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے سے دسترخوان لینے کے لیے نکلے اور دو دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق بازہ اصرافاں کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے

حضرت خواجہ کرچوک میں دیکھا اور وہی خیال کیا جو فریقِ اول نے کیا تھا۔ بعد ازاں وہ اخئی محمد راہنی سے بازار میں ملے اور اپنا قصہ اُس سے بیان کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے ابھی حضرت خواجہ کو فلاں جگہ دیکھا ہے کہ ایک طرف کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ سُن کر درویش حیران ہوئے کہ حضرت خواجہ سے کہاں جا کر ملیں۔ اسی فکر میں تھے کہ ایک درویش آیا اور اس نے کہا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ملنے والوں نے کس لیے اتنی دیر لگائی۔ اُنہوں نے تمام قصہ اس درویش سے بیان کیا اس نے کہا کہ جس وقت سے تم حجرے سے نکلے ہو صاحبِ حجرہ اور میں حضرت خواجہ کی خدمت میں رہے ہیں آپ حجرے سے باہر نہیں نکلے۔ اس وقت آپ نے مجھے تمہارے پیچھے بھیجا ہے۔ اصحابِ حیران ہوئے اور اُسی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کیفیتِ دریافت کی اور اپنا قصہ بیان کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور صاحبِ حجرہ یہ سُن کر بہت رویا۔ اُسی وقت آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ماہِ رمضان المبارک کی شام کو حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کی تیسرا جگہ دعوت ہوئی آپ نے قبول فرمائی۔ اور آپ تمام دعوتوں میں تشریف فرما تھے اور اپنے مقام پر بھی تشریف فرما تھے۔ (اوپر اور حُمن کو اللہ کریم نے یہ قوت بخشی ہے کہ بعض دفعہ وہ ایک وقت میں متعدد جگہ حاضر ہوتے ہیں)۔

۶۵۔ پانی سے گزر کر پاؤں کا خشک رہنا

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دن موسمِ سرما میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے درویش امیر حسین نامی سے فرمایا کہ ایندھن بہت سا جمع کر لینا چاہیے۔ جب حسب الارشاد بہت سا ایندھن جمع کیا گیا تو دوسرے دن برف گرنے لگی اور چالیس دن تک گرتی رہی۔ اسی حال

حضرت خواجہ شیخ شادی کو ساتھ لے کر خوارزم کی طرف روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک ندی کے کنارے پہنچے تو آپ نے شیخ شادی سے فرمایا کہ پانی پر قدم رکھ کر گزر جاؤ۔ شیخ شادی نے ذرا توقف کیا۔ آپ نے دوبارہ بیعت سے شیخ شادی کی طرف نگاہ کی تو شیخ شادی بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو قدم پانی پر رکھ کر روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ جب پانی سے گزر گئے تو حضرت خواجہ نے شیخ سے فرمایا کہ اپنے موزہ کو دیکھو۔ اس کی کوئی جگہ بھیگی تو نہیں۔ شیخ شادی نے دیکھا کہ قدرت الہی سے موزہ کی کوئی جگہ بھیگی تھی۔

۶۶۔ پانی میں ڈوب کر بھی کپڑوں کا خشک ہونا

ایک مرتبہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے اور آپ کے ساتھ شیخ امیر حسین اور چند درویش بھی تھے۔ جب ایک ندی پر پہنچے تو آپ نے شیخ امیر حسین سے فرمایا کہ پانی پر پاؤں رکھ کر گزر جا۔ حسب الارشاد شیخ امیر حسین پانی میں کود پڑے اور آپ خود پل پر سے گزر گئے۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا امیر حسین! پانی سے نکل آ۔ امیر حسین پانی سے نکل آئے اور ان کے تمام کپڑے خشک تھے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم پانی میں کودے تھے تمہارا کیا حال تھا۔ عرض کیا یا حضرت میرا حال پانی میں بہت اچھا تھا۔ میں ایک نہایت صاف مکان میں تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک دروازہ ظاہر ہوا۔ آپ کی آواز سنتے ہی میں اس دروازے سے باہر نکل آیا۔

۶۷۔ ایک بوری اٹا کٹی ہزار کے کافی ہونا

ایک درویش نے بیان کیا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ میرے گھر میں تشریف لائے۔ مجھے آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی اس وقت گھر میں آٹا نہ تھا۔ میں اسی وقت آٹے کی بوری لے آیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ دو ماہ تک میرے گھر میں رہے۔ ہر روز دوست اور درویش آپ کی ملاقات کے لیے آتے تھے اور وہ بوری والا آٹا استعمال ہوتا رہا مگر وہ آٹا اسی طرح رہا۔ کسی قسم کی کوئی کمی نہ آئی۔ جب آپ تشریف لے گئے تو یہ آٹا مدت تک استعمال ہوتا رہا اور بوری اسی طرح آٹے سے بھری ہوئی تھی۔ بعد ازاں میں نے خلاف ارشاد حضرت خواجہ کا یہ قصہ اپنے بیوی بچوں سے ذکر کر دیا۔ پھر وہ برکت نہ رہی۔

۶۸۔ سوخار سے نسف میں آواز کا سننا

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ سید بہاؤ اللہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سوخار میں ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے مولانا عارف کی نہارت کا اشتیاق ہے۔ وہ اس وقت نسف میں ہیں آپ توجہ فرمائیں کہ وہ جلدی آجائیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہم ان کو بہت بلا لیتے ہیں۔ بعد ازاں حضرت امیر برہان الدین کے ساتھ خانقاہ کی چھت پر چڑھ گئے اور تین دفعہ مولانا عارف کو آواز دی۔ پھر فرمایا کہ مولانا عارف نے ہماری آواز سن لی ہے اور اس طرف چل پڑے ہیں۔ جب مولانا عارف نسف سے بخارا اور بخارا سے سوخار میں آئے تو ان سے حضرت خواجہ کے بلا نے کا قصہ دریافت کیا گیا تو مولانا عارف نے بیان کیا کہ فلاں دن اور فلاں وقت

ہم اپنے دوستوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خواجہ کی آواز میرے کانوں میں پڑی کہ چلے آؤ اور میں اسی وقت نصف سے بخارہ کی طرف چل پڑا۔

۶۹۔ قوالی کی آواز کا نہ سنا جانا

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شام کے وقت حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ درویش عطانامی کے ہالاخانے میں تشریف فرما تھے۔ پڑوس میں بخارہ کے ایک امیر آدمی کا محل تھا جس میں قوالوں کی ایک جماعت قوالی کر رہی تھی اور صوفیہ کا ایک گروہ رقص کر رہا تھا اور نہایت شور و غوغا مچا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا سننا اور دیکھنا جائز نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے کانوں میں روٹی ٹھونس لیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ سب کا حال متغیر ہو گیا اور وہ آوازیں کسی کو سنائی نہ دیں۔ صبح کو پڑوسوں کے حالات درویشوں سے بیان کر کے دریافت کیا کہ آپ کی رات کیسی گزری۔ درویشوں نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی عنایت سے وہ آوازیں ہمیں سنائی نہ دیں۔ یہ سن کر پڑوسی نہایت متعجب ہوئے۔

۷۰۔ سیب کا تبیح پڑھنا

حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ایک درویش ایک دن سیب لایا۔ آپ نے فرمایا۔ ٹھہریئے اس سیب کو ابھی نہ کھانا یہ تو تبیح پڑھ رہا ہے۔ حاضرین نے بھی آپ کی وساطت سے سیب کی تبیح سنی۔

۷۱۔ آدمی کا پرندے کی طرح اڑنا

ایک دن حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین میں سے چند مرید قصر عارفان میں آپ کے حکم سے چھکڑا کھینچ رہے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید جس کا نام محمد خرقوشی تھا گاؤں زیورتون سے آیا۔ وہ آپ کی ملاقات کے لیے بہت بے قرار تھا۔ اس نے آپ کے غلاموں سے آپ کا پتہ پوچھا۔ غلاموں نے کہا کہ خواجہ علیہ الرحمہ یہاں سے کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سن کر محمد خرقوشی بے قراری کے عالم میں پرندے کی طرح اڑتا ہوا حضرت خواجہ کے مکان کی روانہ ہوا۔ چنانچہ آپ کے مکان تک دو دفعہ اڑا۔ مریدوں نے جب یہ حال دیکھا تو اس کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب اُس کے پاس پہنچے تو حضرت خواجہ مکان سے نکلے اور اُس سے یوں ارشاد فرمایا کہ تم اس فقیر بے سرو پا سے کیا چاہتے ہو۔ اس صفت سے کچھ حاصل نہیں ایسی حالت پر کچھ اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ بہت سے بیکانے ایسے ہوتے ہیں جو پرندے کی طرح ہوا میں اڑتے ہیں۔ جس جوئے الہی کچھ اور ہی چیز ہے۔ درویش یہ سن کر بہت خوف زدہ ہوئے۔ اسی حال میں حضرت خواجہ سے اُن سے فرمایا کہ چھکڑے میں مٹی بھرو۔ پھر آپ نے چھکڑے کی طرف اشارہ فرمایا۔ چھکڑا خود بخود چاتا تھا اور مٹی گرا کر واپس آجاتا تھا۔ حاضرین یہ دیکھ کر اپنے عمل پر نہایت متعجب ہوئے۔

۷۲۔ بارش کا بند ہو جانا

ایک دفعہ سخت سردی کا موسم تھا اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نسف میں تشریف فرما تھے کہ آپ بخارا کی طرف روانگی فرمائی۔ اس سفر میں حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ بادل سر پر چھایا ہوا تھا۔ نسف کے درویشوں نے آپ سے درخواست کی کہ حضرت کچھ دیر اور ٹھہر جائیے کیونکہ ابر چھایا ہوا ہے۔ بہت سے عقیدت مند بھی آپ کے ساتھ تیار تھے۔ مینہ برسنے لگا اور ہر لمحہ بارش میں زیادتی ہوتی جاتی تھی۔ آپ نے خواجہ محمد پارسا کی طرف اشارہ فرمایا کہ مینہ سے کہہ دو ٹھہر جائے۔ خواجہ محمد پارسا نے آپ کے ہوتے ہوئے اتنی جرأت نہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے کہتا ہوں کہ مینہ سے کہہ ٹھہر جائے۔ پس محمد پارسا نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے کہا۔ اے مینہ ٹھہر جا۔ اسی وقت مینہ بند ہو گیا اور مطلع صاف ہو کر سورج نمودار ہو گیا۔

۶۳۔ ہاتھ کا تنور سے سلامت نکلنا

ایک درویش نے بیان کیا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک درویش اسحاق نامی کے مکان بہ مقام غدیرت میں کھانا تیار کر رہے تھے۔ تنور آگ سے بھرا ہوا تھا۔ اسی حالت میں آپ نے اپنا ہاتھ اس جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا اور کچھ دیر تک رکھے رکھا۔ اور پھر نکال لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہاتھ کا ایک بال تک بھی نہ جلا۔ یہ منظر یہ کر حاضرین مجلس بہت خوش ہوئے۔

۶۴۔ درخت کا گود میں لینا

ایک درویش نے بیان کیا کہ دو درویش جن میں میں بھی شامل تھا اس بارغ میں

جہاں پر آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے اور آپ تکبیر لگائے آرام فرما رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد آپ میں کچھ عجیب و غریب حالت پیدا ہوئی۔ وہ درویش بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ آپ اٹھ کر حوض کے گرد آگرو چکر کاٹنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے ایک سیب کا درخت اپنی کولی میں لے لیا۔ ایک لمحہ میں آپ کا وجود مبارک اتنا بڑا ہو گیا کہ تمام باغ پر چھا گیا جہاں تک میری نگاہ پڑتی تھی آپ کا وجود مبارک ہی نظر آتا تھا۔ بعد ازاں پھر جو میں نے نظر اٹھائی تو آپ کا وجود چھوٹا ہونے لگا یہاں تک کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ میں نے پھر جو دیکھا تو آپ کے وجود مبارک کا اثر ظاہر ہوا یہاں تک کہ اصلی حالت پر آ گیا اور آپ وہی سیب کا درخت اپنی کولی میں لے لے نظر آئے۔ میں نہایت حیران ہوا کہ یہ کیا حالتیں ہیں۔ اسی وقت حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ایسے احوال حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے بھی صادر ہوتی رہی ہیں۔

۷۵۔ ولی اللہ کی توہین کا انجام

سوخار سے ایک درویش جس کا نام نیک روز تھا حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بہت پریشان حال تھا۔ آپ نے اس کی پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ حضور سوخار میں ایک آدمی جس کا نام حسین ہے اس نے مجھے بہت برا بھلا کہا ہے مگر اس کا مجھے رنج نہ ہوا مگر جب اس نے آپ کو برا بھلا کہا تو مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ آپ نے فرمایا وہ بہت جلد دنیا و آخرت میں رسوا ہو جائے گا۔ نیک روز کا بیان ہے کہ جب آپ نے فرمایا نماز عصر کا وقت تھا۔ میں آپ کی خدمت سے فارغ ہو کر

نماز مغرب کے وقت سوخار میں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ حسین اپنے خادم کے لیے ذرا عت میں کھانا لے جا رہا ہے۔ جب خادم کھانا کھانے لگا تو حسین اپنے خادم کا کرنے لگا تو اسی وقت ایک بھیر پڑا آیا جس نے پک کر حسین کی ناک اور ہونٹ فوج لیے اور شکل نہایت بد زیب ہو گئی اور لوگوں میں ذلیل و خوار ہو گیا اور حسین گرگ گرفتہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

۶۶۔ ایک سلطان سے دوسرے سلطان کی تقرری

مولانا ناصر الدین اتراری جو حضرت عبید اللہ احرار کے خادم میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ آپ کی مدد سے دین مصطفوی کو تقویت پہنچے گی۔ آپ کے مبارک دل میں آیا کہ یہ بات سلاطین کی مدد کے بغیر حاصل نہ ہوگی۔ اس غرض سے آپ سمرقند کی طرف آئے۔ اس وقت میرزا عبداللہ بن میرزا ابراہیم بن میرزا شاہرخ بن امیر تیمور ولایت سمرقند کا حاکم تھا۔ میں اُس سفر میں آپ کی خدمت میں تھا۔ جب آپ سمرقند میں پہنچے تو میرزا عبداللہ کا ایک امیر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہاں آنے سے ہماری غرض تمہارے میرزا کی ملاقات ہے۔ اگر تمہارے فریضے سے یہ کام ہو جائے تو خوب ہے۔ اس امیر نے بے ادبی سے جواب دیا کہ ہمارا میرزا بے پروا جوان ہے اس سے ملاقات مشکل ہے۔ درویشوں کو ایسی باتوں سے کیا مطلب۔ آپ نے غصہ میں فرمایا کہ ہم کو سلاطین کی ملاقات کا حکم ہوا ہے ہم اپنے آپ نہیں آئے۔ اگر تمہارا میرزا پروا نہیں کرتا تو دوسرا لایا جائے گا جو پروا کرے گا۔ جب وہ امیر چلا گیا تو آپ نے اس کا نام سیاہی سے اُس مکان کی دیوار پر لکھا اور اپنے لعابِ دہن سے مٹا دیا اور فرمایا کہ ہمارا کام

اس بادشاہ اور اس امیر سے نہیں چل سکتا۔ اور اسی روز تاشقند کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ امیر مرگیا اور ایک مہینے کے بعد سلطان ابوسعید میرزا بن محمد میرزا بن میرانشاہ بن امیر تیمور اطراف ترکستان سے ظاہر ہوا اور اس نے میرزا عبید اللہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔

۶۶۔ سپاہیوں کی ناک کاٹ جانا

امیر تیمور ایک لاکھ سپاہ لے کر خراسان سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوا میرزا سلطان ابوسعید نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ مجھے اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ کیا کرو۔ آپ نے اُسے تسلی دی۔ جب میرزا دریا ئے آمویہ سے گزرا تو سلطان ابوسعید کے امیروں کی ایک جماعت نے مشورہ کیا کہ میرزا کو ترکستان میں لے جائیں اور وہاں قلعہ نشین ہو جائیں۔ چنانچہ کل ساز و سامان اونٹوں پر لاد دیا گیا۔ آپ کو خبر ہوئی تو شتر بانوں سے ناراض ہوئے اور سامان اُتروادیا اور خود میرزا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ کہاں جلتے ہو۔ جانے کی ضرورت نہیں۔ یہیں کام بن جائے گا۔ میں نے تمھاری مہم اپنے ذمہ لے لی ہے امیر گھبرا گئے یہاں تک کہ بعضوں نے اپنی پگڑیاں زمین پر پھینک دیں اور کہنے لگے کہ حضرت خواجہ احرار ہم کو مروارہ ہے ہیں۔ چونکہ میرزا کا اعتقاد صادق تھا۔ اس نے کسی کی نہ سنی اور سمرقند ہی میں قلعہ نشین ہو گیا۔ جب میرزا بابر سمرقند کے قلعہ کے گرد پہنچا تو خلیل جو اس کے لشکر کا امیر تھا عید گاہ سمرقند کے پرانے قلعہ میں اُترا۔ اس کے لشکر ہی سامان معیشت کے لیے جس طرف جاتے اہل سمرقند ان کو پگڑ کر کان اور ناک کاٹ دیتے۔ اس طرح

میرزا بابر کے لشکر کے بہت سے سپاہیوں نے اپنے ناک کان کٹوا لیے۔ میرزا بابر کا لشکر نہایت تنگ آ گیا اور چند کے بعد ان کے تمام گھوڑے بیمار ہو گئے اور ۷۰ سے گھوڑے مر گئے۔ آخر کار میرزا بابر نے مولانا محمد معانی کو آپ کی خدمت میں بھیج کر صلح کی درخواست کی۔ مولانا نے دوران گفتگو کہا کہ ہمارا میرزا نہایت غیور اور زبردست ہمت والا شہنشاہ ہے۔ جس طرف توجہ کرتا ہے بغیر اسیر کیے نہیں چھوڑتا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں اس کے دادا میرزا شاہ رخ کے زمانہ میں ہرات میں تھا۔ مجھے اس کی وساطت سے بڑی فراغت اور جمعیت حاصل تھی۔ اگر شاہ رخ کے تعلق کا خیال نہ ہوتا تو تمہیں پتہ چل جاتا کہ میرزا بابر کا کیا حال ہوتا۔ بالآخر آپ کے مرید خاص مولانا قاسم کے ذریعہ سے صلح کر لی گئی۔

۶۸۔ زنا سے نجات دلوانا

مولانا شیخ ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ جوانی میں ایک بار ایک خوبصورت عورت سے اچانک ملاقات ہو گئی کیونکہ ابوسعید بھی اس وقت بہت خوبصورت تھے۔ وہ میرے مکان میں آ گئی۔ میں نے چاہا کہ خلوت میں اس سے بات چیت کروں۔ اس وقت اچانک میں نے حضرت خواجہ عبید اللہ اصرار کی آواز سنی کہ فرماتے ہیں۔ ابوسعید! چہ کار می کنی؟۔ یہ سن کر میری حالت بدل گئی اور میرے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور میرے اعضاء میں رعشہ پیدا ہو گیا۔ میں نے اٹھ کر فوراً اس عورت کو اپنے مکان سے نکال دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواجہ اصرار تشریف لے آئے۔ جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرماتے گئے کہ اگر اللہ تعالیٰ تیری امداد نہ کرتا تو شیطان تجھ کو برباد کر دیتا۔

۶۹۔ ایک غلام کی خوارزم سے واپسی

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے ایک مرید بیان فرماتے ہیں کہ سمرقند میں میرا ایک غلام غائب ہو گیا۔ اس غلام کے سوا میرا مال و متاع اور کچھ نہ تھا۔ چار ماہ تک میں اس کی تلاش میں رہا۔ سمرقند کے اردگرد تمام جگہ گھوما۔ صحرا اور پہاڑ میں پھرتا رہا مگر کہیں اس کا نشان تک نہ ملتا تھا۔ اس پریشان کن حالت میں ناگاہ حضرت احرار مجھے صحرا میں مل گئے آپ کے ساتھ آپ کے مرید بھی تھے۔ میں نے حالت اضطراب میں آپ کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور بیان مندی سے اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تو سادہ لوح آدمی ہیں۔ ایسی باتوں کا علم نہیں ہے۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ اولیاء اللہ ایسا تصرف فرمایا کرتے ہیں کہ غائب سے آگاہی فرادیتے ہیں۔ اس لیے میں نے اصرار کیا اور گھوڑے کی لگام نہ چھوڑی۔ جب آپ نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو ایک لمحہ سکوت فرمایا اور پوچھا کہ یہ گاؤں جو نظر آرہا ہے کیا اس میں بھی تم نے اُسے تلاش کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو بارہا اس میں گیا ہوں مگر محرومی کا منہ تکنا پڑا۔ آپ نے فرمایا پھر تلاش کرو۔ یہ ضرور ملے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو تیز تر دوڑایا۔ جب میں اس گاؤں کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُس غلام نے پانی کا گھڑا بھرا ہوا آگے رکھا ہے اور خشک جگہ پر حیران کھڑا ہے۔ جب میری نظر اُس پر پڑی تو میں نے بے اختیار نعرہ مار کر کہا۔ اے غلام! تو اس عرصہ میں کہاں رہا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے گھر سے نکلا تو ایک شخص مجھ کو بہکا کر خوارزم میں لے گیا ہے اور وہاں مجھے ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ میں اس شخص کی خدمت میں تھا۔ آج

اس کے ہاں ایک مہمان آیا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ پانی کا گھڑا سمجھ لاؤ تاکہ کھانا تیار کریں۔ میں گھڑا اٹھا کر پانی کے کنارے پر پہنچا اور پانی سے مہربانیاں کیا۔ جب میں نے پانی سے نکالا تو اپنے آپ کو میں نے یہاں حاضر پایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں یہ معاملہ بیداری میں دیکھ رہا ہوں یا خواب میں۔ حضرت خواجہ کا یہ تصرف دیکھ کر میرا حال بدل گیا۔ میں نے غلام کو آزاد کر دیا اور خود کو حضرت خواجہ کا غلام بنا دیا۔

۱۰۔ آفتاب کا اپنی جگہ پر ٹھہر جانا

مولانا زادہ فرکئی اپنے مرشدِ حقانی کی وفات کے بعد حضرت خواجہ احرار کی خدمت میں زیادہ وقت بسر کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت خواجہ کے ہمراہ ایک گاؤں کی طرف جا رہا تھا۔ سخت سردی کا موسم تھا اور دن کافی چھوٹے تھے۔ ہم عصر کی نماز راستہ میں پڑھی۔ شام کا وقت ہونے کو تھا کہ آفتاب نرود ہو گیا۔ منزل تک پہنچنے میں دو کوس تک کا فاصلہ زیرِ قدم تھا۔ صحر میں کوئی پناہ گاہ بھی نہیں تھی۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آفتاب تو بالکل غروب ہونے کو ہے۔ راستہ خطرناک۔ ہوا نہایت سرد تھی اور فاصلہ حدِ نظر سے زیادہ تھا سوچا کہ کیا حال ہوگا۔ جب یہ خیال کٹی بار میرے دل میں گزرا تو حضرت خواجہ احرار نے منہ پھیر کر فرمایا کہ ڈرو مت۔ گھوڑے دوڑاؤ۔ ممکن ہے آفتاب کے غروب ہونے سے قبل ہم اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔ یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو اور تیز دوڑا دیا۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے تیز دوڑ رہا تھا اور پلٹ پلٹ کر آفتاب کی طرف دیکھتا آفتاب اسی طرح اُفق پر ٹھہرا ہوا تھا۔ جیسے کسی نے اس میں مسخ لگائی ہوئی ہے جس سے وہ

افق پر ٹھہرا ہوا ہے۔ جب ہم گاؤں میں پہنچے تو سورج فوراً غروب ہو گیا اور اتنی تاریکی پھیلی کہ کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں بہت حیران ہوا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہے۔ اسی حیرانی کے عالم میں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ کے واسطے فرمائیے کہ یہ کیا راز تھا جو میں نے دیکھا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی طریقت کے شہدوں میں سے ایک شہدہ ہے۔

۱۱۔ شہد کا شراب ہو جانا

حضرت خواجہ کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک خادم سمرقند کو جا رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمارے لیے سمرقند سے چند ڈبے خالص شہد کے ضرور لانا۔ وہ سمرقند سے کئی ڈبے شہد سے بھر کر اور ان کے منہ پر مہر لگا کر روانہ ہوا۔ اتفاقاً کسی کام کے لیے ایک بزاز کی دکان پر ٹھہر گیا اور اس نے شہد کے ڈبوں کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ اچانک ایک خوبصورت عورت جو اس بزاز کی آشنا تھی وہاں آئی اور دکان کے ایک طرف بیٹھ کر بزاز سے گفتگو کرنے لگی۔ اس خادم نے دو تین بار نظر بد سے اس عورت کی طرف دیکھا۔ پھر وہ ڈبوں کو اٹھا کر شکندے آیا۔ جب وہ آپ کے در و دولت پر پہنچا تو آپ اس وقت جنگل میں تشریف لے گئے تھے۔ اس نے آپ کے پیچھے جانا چاہا۔ اتنے میں حضرت خواجہ تشریف لے آئے۔ اس نے شہد کے ڈبے پیش کیے۔ جب حضرت کی نظر ان ڈبوں پر پڑی تو خفا ہو کر فرمایا کہ ان ڈبوں سے شراب کی بو آتی ہے۔ اسے بد بخت! میں نے تجھے شہد کے لانے کو کہا تھا مگر تو شراب لے آیا۔ خادم نے عرض کیا میں تو شہد لایا ہوں

آپ نے فرمان کے مطابق جب ڈبوں کو کھولا تو ہر ڈبہ شراب سے پُر تھا۔

۸۲۔ نسبت کا سلب کر لینا

حضرت شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے مقتدر تھے۔ جہاں کہیں تشریف لے جاتے تو وہاں کے مشائخ کی ان کے تصرفات کے سامنے کوئی ہمتی نہ رہتی۔ جو درویش آپ کی ملاقات کے لیے آتا تو آپ اس کی نسبت سلب کر لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ درویش محمد کے شہر میں بھی ان کا گزر ہوا۔ شہر کے مشائخ ان کی ملاقات کے لیے گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہمیں شیخ حسین کی ملاقات کے لیے جانا چاہیے۔ یہ فرما کر مولانا نے شیخ موصوف کی نسبت اپنے باطن میں اندر ہی اندر سلب کر لی۔ ادھر شیخ حسین اپنے آپ کو نسبت سے خالی پا کر حیران و پریشان ہوئے۔ جب حضرت مولانا ملاقات کے لیے سوار ہوئے تو اس وقت شیخ نے اپنے باطن میں نسبت کی بو پائی تو شیخ اونٹ پر سوار ہو کر نسبت کی بو کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ جس قدر شیخ حضرت مولانا سے قریب ہوتے جاتے تھے اپنی گم شدہ نسبت کی بو زیادہ محسوس کرتے تھے جب اٹناہ راہ میں شیخ و مولانا میں باہم ملاقات ہوئی تو وہ بھی وہیں منقطع ہو گئی۔ اسی وقت شیخ نے جان لیا کہ میری نسبت حضرت مولانا نے اپنے تصرف سے سلب کر لی ہے۔ شیخ نے نہایت انکسار اور بے حد تواضع کی۔ اور نہایت عاجزی سے کہا کہ مجھ کو یہ علم نہ تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر حکومت ہے۔ اب میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں۔ حضرت مولانا درویش محمد کو شیخ پر رحم آیا اور سلب شدہ نسبت واپس دے دی۔ چنانچہ شیخ نے اسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معذور پایا اور واپسی گاؤں کا رخ کیا۔

۸۳۔ تلوار کا عطا ہونا

عبداللہ خان والی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ کھڑا ہے جس میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ایک بزرگ خیمہ کے دروازہ پر ہاتھ میں عصا ایسے پیغامات پہنچانے کے لیے کھڑا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُس بزرگ کے ہاتھ ایک تلوار مجھے ارسال فرمائی اور انہوں نے آکر میری کمر میں لٹکا دی اس کے بعد عبداللہ خان کی آنکھ کھل گئی۔ عبداللہ خان نے اس بزرگ کا حلیہ بتا کر تلاش شروع کر دی۔ آخر کار اس کے ایک مصاحب نے عرض کیا کہ اس حلیہ کے بزرگ مولانا خواجگی ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور بڑے شوق سے تحفہ تحائف لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کا حلیہ بعینہ وہی پایا جو خواب میں دیکھا تھا۔ نہایت تواضع اور نیاز مندگی سے نذرانہ قبول کرنے کی گزارش کی مگر مولانا نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ فقر کی حلاوت نامرادمی اور قناعت میں ہے۔ بادشاہ نے یہ آیت قرآنی پیش کی

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ تب آپ نے مجبور قبول فرمایا۔ اس کے بعد اللہ خان ہر روز صبح کے وقت نہایت انکساری کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔

۸۴۔ پاؤں میں کانٹے کا چبھنا

ایک درویش جو حضرت مولانا اکننگی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا بیان کیا کہ ایک رات حضرت کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے بھی دیگر خدام کے ساتھ ہم رکابی اختیار کی۔ میرے پاؤں نیگے تھے۔ اتفاقاً ایک کانٹا چبھا جس سے

بے قرار ہو گیا۔ مجھے خیال آیا کہ اگر حضرت مولانا مجھے پاپوش عنایت فرماتے تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ حضرت مولانا نے اس خیال سے آگاہ ہو کر فرمایا: جب تک تیرے پاؤں میں کانٹا نہیں چبھتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔

۱۵۔ شریعت کی پیروی ہی اصل کرامت ہے

حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین طالب علم مختلف ارادوں سے آئے۔ ایک نے نیت کی کہ اگر مولانا فلاں قسم کا کھانا کھلاؤں تو بے شک صاحب کرامت ہیں۔ دوسرے نے دل میں سوچا کہ اگر فلاں قسم کا میوہ مولانا عطا فرمائیں تو میں آپ کو ولی اللہ سمجھوں۔ تیسرے نے خیال کیا کہ اگر مولانا فلاں خوبصورت لڑکے کو مجلس میں حاضر کر دیں تو صاحب کرامت مانوں۔ مولانا نے پہلے دو کو ان کے خیال کے مطابق کھانا اور میوہ عطا کیا۔ اور تیسرے سے فرمایا کہ درویشوں نے جو کمالات حاصل کیے ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے کیے ہیں لہذا ان سے کوئی بھی کام خلاف شریعت صلور نہیں ہوتا۔ اس کے بعد تینوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ امر مباح کی نیت سے بھی درویشوں کے پاس نہیں آنا چاہیے۔ کیونکہ بسا اوقات وہ اپنے کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتے اور آنے والے بد اعتقاد ہو کر ان کی صحبت کی برکات سے خالی رہ جاتے ہیں۔ فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں ان کے پاس صرف اللہ کی رضا کے لیے ہی آنا چاہیے تاکہ فیض باطنی سے کچھ حصہ مل سکے۔

۱۶۔ باقی محمد کی کامیابی کا راز

پیر محمد خان نے پچاس ہزار سوار ساتھ لے کر سمرقند پر چڑھائی کی۔

باقی محمد خان حاکم سمرقند کے پاس صرف چودہ ہزار سوار اور پیادہ تھے۔ وہ امداد کی عرض سے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا نے بذاتِ خود پیر محمد خاں کے پاس جا کر نصیحت کی مگر وہ صلح کے لیے تیار نہ ہوا اس لیے آپ اس سے ناراض ہو کر واپس آگئے اور باقی محمد سے فرمایا کہ اگر تو دل سے تائب ہو جائے کہ اس کے بعد مخلوق خدا پر ظلم نہیں کروں گا اور عدل و انصاف سے حکومت کروں گا تو فتح حاصل ہو جائے گی۔ باقی محمد نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی بھی ظلم نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا جاؤ حملہ کرو ملک ماوراء النہر کی سلطنت تجھے مبارک ہو۔ یہ کہہ کر دستِ شفقت اس کی پیٹھ پر رکھا اور اپنی قرص مبارک اس کی کمر پر باندھ دی۔ باقی محمد دعائیں لیتے ہوئے رخصت ہو گئے اور اس کے پیچھے پیچھے مولانا بھی درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہو گئے اور شہر کے کنارے ایک پرانی مسجد میں قبلہ رو ہو کر مراقبہ میں بیٹھ گئے اور بار بار سر مبارک اُٹھا کر پوچھتے سنتے کہ کیا خبر ہے۔ اس اثناء میں یہ خبر آئی کہ باقی محمد کامیاب ہو گئے ہیں اور پیر محمد مارا گیا ہے یہ سنا اور مولانا نے مراقبہ سے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

۸۷۔ نامرود سے مرد بننا دینا

شہر دہلی کے ایک فاضل نے ایک ہاکرہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال تک اُس پر قابو نہ پاسکا ہر قسم کی دوا اور دعا کی مگر کچھ کسی قسم کا اثر بھی نہ ہوا ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سواری پر کھین جا رہے تھے۔ اس شخص نے راستے میں آپ کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور نہایت

نیاز مندی سے اپنا قصہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کو اس پر رحم آیا۔ آپ نے گھوڑے سے اتر کر اس کو بغل میں لے کر معانقہ کیا اور فرمایا۔ جاؤ کامیاب ہو جاؤ گے۔ فاضل موصوف نے اسی وقت اپنے جسم میں عجب قوت محسوس کی اور نہایت آسانی سے اپنی عورت کو قابو میں لے لیا۔

۸۸۔ ابھی موت کا وقت نہیں

ایک بڑھیا کاتین چار سال کا لڑکا حصارہ فیروز آباد کی دیوار سے گر پڑا۔ دیوار کے نیچے سنگین قسم کا فرش تھا۔ گرتے ہی اس کے کانوں سے خون بہنے لگا اور سانس بند ہو گیا۔ گمریہ وزاری اور بے قراری کی حالت میں اس کی والدہ نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ کے قدموں میں سر رکھ کر اس کی زندگی کے لیے گزارش کی۔ آپ ہمیشہ اپنے کمالات کو چھپا کر رکھتے تھے۔ آپ نے طب کی ایک کتاب طلب کی اور فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس کو موت نہیں ہے۔ حاضرین نے تعجب کیا کہ کونسی کتاب یہ بات بتا رہی ہے۔ آپ نے ایک لمحہ سکوت فرمایا اور قریب المرگ لڑکا اپنی اصلی صحت کی حالت پر آگیا اور تمام حاضرین حیران و پریشان ہوئے۔

۸۹۔ وصیت پر عمل نہ کرنے کا انجام

ایک دفعہ ایک فوجی افسر نے حضرت خواجہ باقی باللہ کے ایک ہمسایہ پر ظلم کیا۔ آپ وہ دیکھ کر بے قرار ہو گئے اور اس افسر کو نصیحت کی مگر وہ بدبخت باز نہ آیا۔ آپ کو اس مظلوم پر رحم آیا۔ آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ ہم لوگ غیرت مند ہیں یہ انہیں کے پڑوس میں رہتا ہے۔ دو تین روز گزرنے پائے تھے کہ ایک چور کے خون کے مقدمہ میں گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

۹۰۔ حضرت مجدد کا امداد کرنا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید جس کا رحمت اللہ تھا خانہ سادات سے تعلق رکھتا تھا۔ نے بیان کیا کہ میں اور دو تین درویش اطراف ملک دکن میں ایک صحرا میں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بت خانہ نظر آیا۔ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا ہوا تھا کہ مسلمان سے بتوں اور بت پرستوں کی توہین جس قدر ہو سکے۔ اس میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے کیونکہ اس سے غازی فی سبیل اللہ کا ثواب ملتا ہے۔ میں نے حضرت مجدد کی نصیحت پر کار بند ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس صحرا میں کوئی اس بت خانہ کا نگہبان نظر نہ آتا۔ آؤ اس بت خانہ کو نیست و نابود کر دیں۔ چنانچہ ہم نے ایک بت توڑ دیا اور دوسروں کو توڑنے پھوڑنے کے لیے تیاری کر لی۔ اس اثنا میں منہ کاشت کاروں میں سے ایک شخص نے دور سے اس صحرا میں بت خانہ کا یہ حال دیکھ لیا۔ وہ دوڑ کر گاؤں والوں کے پاس گیا۔ جو اس بت خانہ میں بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان سے یہ ماجرا کہہ سنایا۔ ہم نے اچانک دیکھا کہ ایک ہزار بت پرست لاشیاں پتھر اور ہتھیار لیے بڑے غیض و غضب کی حالت میں ہماری طرف آرہے ہیں۔ مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر حیرت و دہشت نے غالبہ کیا۔ بھاگ جانا بھی دشوار تھا۔ ہم نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اس حال میں میں حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا:

”اے اللہ کے مقبول بندے! ہم نے آپ کی نصیحت پر کار بند

ہو کر یہ کام کیا تھا۔ ہمیں کفار کے ہاتھ سے پھڑپھڑائیے“

اس عاجزانہ پکار میں میرے کان میں حضرت مجدد کی یہ آواز آئی:

” اطمینان رکھو۔ تمہاری حفاظت کے لیے ابھی اسلام کا شکر بھیج رہا ہوں۔ “

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ عجب معاملہ ہے حضرت مجدد کی یہ آواز تو میرے کان میں آگئی مگر شکر کب آئے گا کفار تو آپہنچے۔ ایک تیر کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک ٹیلہ پر سے تیس چالیس سوار ہما۔ ہی طرف گھوڑوں کو سرپٹ دوڑتے ہوئے نظر آئے۔ جب کافروں نے سواروں کو دیکھا تو بیچھے ہٹ گئے سواروں نے ان میں سے بعض کو تازیانے لگاٹے اور بعض کو وانٹ پٹائی کی۔ اور ہم کو اپنی حمایت میں ہمراہ لے لیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سوار مسلمان تھے جو اس نواح کے ایک گاؤں میں کسی تقریب پر آئے ہوئے تھے۔ جب وہ کفار قتل کے ارادے سے آئے تھے تو ان کے گاؤں کے ایک مسلمان نے اس گاؤں میں جہاں سوار تھے خبر کر دی تھی۔ لہذا وہ فوراً موقع پر پہنچ گئے اور ہم کو چھڑا لیا۔ اس میں کسی قسم کا بھی شبہ نہیں۔ یہ واقعی حضرت مجدد کا تصرف تھا۔

۹۱۔ شیر کے منہ پر ڈنڈا مارنا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبول مریدین میں سے ایک مرید جس کا نام جمال تھا سادات خاندان سے تعلق رکھتا تھا بیان کرتا ہے کہ میں ایک جنگل میں جا رہا تھا۔ اچانک ایک شیر میرے آگے آیا۔ میں اُسے دیکھ کر نہایت پریشان ہوا۔ بھاگ بھی نہیں سکتا تھا۔ بالآخر میں نے حضرت مجدد کی طرف توجہ کی اور عرض کی حضور مجھے بتائیے۔ میں نے اسی وقت اشاروں میں دیکھا کہ آپہ پاس میں ڈنڈا لیے دوڑے آ رہے ہیں۔ آپ نے آتے ہی نہایت زور سے ڈنڈا اس شیر کے منہ پر مارا۔ جب اس معاملہ سے میری آنکھ کھلی

تو میں نے آپ کو نہ دیکھا اور نہ ہی جنگل میں شیر کا کوئی نشان نظر آیا۔

۹۲. مرض کا اپنے سر لینا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مخلص مرید جس کا نام محمد صادق تھا کابلی کے نام سے مشہور تھا۔ مرض جذام میں گرفتار ہو گیا۔ پارہ دوست تمام کے تمام پیچھے ہٹ گئے۔ یہاں تک کہ ایک خاص دوست نے کسی ایک محفل میں اس کے ساتھ علانیہ انکار کر دیا۔ نہایت غم گین ہوا اور حضرت مجدد سے توجہ کی درخواست کی۔ آپ مرض کے دفعیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے مرض کو اپنے اوپر لے لیا۔ چنانچہ اس کا اثر مرض کے بدن سے آپ کے پاؤں مبارک پر منتقل ہو گیا۔ اس سے اگرچہ مخلصوں کی عقیدت میں زیادتی ہو گئی مگر حضرت مجدد پر مرض کے منتقل ہونے سے سب بے چین ہو گئے۔ جب حضرت مجدد نے صاحبزادوں اور یاروں دوستوں کی پریشانی دیکھی تو دعا کی کہ یہ مرض آپ سے بھی دور ہو جائے۔ چنانچہ اللہ کے فضل و کرم سے وہ بیماری آپ سے بھی جاتی رہی اور سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔

۹۳ - بادل کا سایہ کرنا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ صحرا و جنگل کی طرف سیر کو نکلے۔ اثنائے راہ میں دھوپ کی شدت اور گرد و غبار کی کثرت سے بڑے صاحبزادے اور دوسروں پر جو پیادہ ہرکاب تھے پیاس نے غلبہ کیا مگر ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خاموش رہا۔ اس اثنائے میں خود حضرت مجدد نے مولانا محمد یوسف سمرقندی سے جو آپ کے مرید

اور ہیر بھائی تھے ارشاد فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت سے معتقدین کو تکلیف ہو رہی ہے۔ مولانا نے کہا کہ حضرت مجدد کو معلوم ہے کسی اور کے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر حضرت مجدد نے مسکرا کر آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی اور تبسم فرماتے ہوئے لب مبارک سے کچھ کہا۔ چند قدم بھی آگے نہ بڑھے تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس نے حضرت مجدد اور آپ کے ساتھیوں پر سایہ کر دیا اور بارش شروع ہو گئی اور اس قدر بارش ہوئی کہ گرد و غبار اپنی جگہ پر جم گیا اور کیچڑا نہ ہونے پایا اور معتدل ہوا کے جھونکے بھی آنے لگے حالانکہ وہ بارش کا موسم نہ تھا۔

۹۴۔ کوتوال کی خاندان سمیت بریادی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کا بیان ہے کہ ایک سوداگر کی نیل کی بوری چوری ہو گئی۔ سوداگر نے حضرت مجدد کے متعلقین میں سے ایک نوجوان پر چوری کا الزام لگایا۔ وہ نوجوان توہین کی وجہ سے مہاگ گیا۔ سرہند کے کوتوال نے جب یہ سنا تو حضرت مجدد کو طلب کیا۔ بالآخر کسی صورت میں آپ ایک خادم کے ساتھ پیادہ تشریف لے گئے۔ کوتوال نے سخت باتیں شروع کر دیں مگر آپ ان باتوں کا جواب نرمی سے دیتے تھے۔ اسی اثناء میں مولانا ظاہر بدخشی بھی پہنچ گئے اور اس کوتوال سے خفا ہوتے ہوئے فرمایا۔ ارے بیوقوف! تجھے معلوم بھی ہے کہ تو نے کس شخص پر ایسا ہوا ہے۔ آپ نے مولانا کو اس گفتگو سے روکا۔ کوتوال نے آپ کو رخصت کر دیا۔ اس واقعہ کو زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ اس کوتوال اور اس علاقہ کے کردی کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ کوتوال اپنے تمام عزیزوں کے سمیت ایک بالاخانہ پر چڑھ گیا جو بارود سے مہرا پڑا تھا۔ اس بارود میں کہیں

سے آگ لگ گئی۔ جس نے کوتوال کو ساتھیوں سمیت جلا کر رکھ کر دیا۔

۹۵۔ سخت سزا سے نجات دلانا

ایک امیرزادہ کو حاکم وقت نے کسی قصور کے سبب سے لاہور سے طلب کیا۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ اس امیرزادے کو آتے ہی ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا جائے گا۔ امیرزادہ سرہند میں پہنچا اور حضرت مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور جان بخشی کے لیے گزارشات کیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یقین رکھو کہ انشاء اللہ تم ہر سزا سے محفوظ رہو گے بلکہ حاکم وقت تم سے اچھا سلوک کرے گا۔ امیرزادہ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ آپ جو کچھ زبان سے فرما رہے ہیں وہ مجھے لکھ کر دے دیجئے تاکہ میں پوری طرح مطمئن ہو جاؤں۔ آپ نے اس کے اصرار پر یہ لکھ دیا کہ:

”چونکہ امیرزادہ نے حاکم وقت (بادشاہ) کے غضب کے خوف سے جو غضب الہی کا نمونہ ہے فقراء کی طرف رجوع کیا ہے اس لیے فقراء نے اُسے اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور اس ہمگاہ سے اُسے رہائی دے دی ہے۔“

کئی دن کے بعد اچانک خبر آئی کہ اس کو حاکم وقت نے نہایت تکلیف دہ سزا دے کر قید خانہ (جیل) میں بھیج دیا ہے۔ جب حضرت نے یہ سنا تو مسکرا کر فرمایا کہ فقیر کی نظر میں یہ اظہر من الشمس ہے کہ وہ سلطان کی طرف سے شفقت و عنایت ہی دیکھے گا اور یہ خبر سراسر غلط ہے۔ دو تین دن کے بعد علم ہوا کہ حاکم وقت اس امیرزادہ کو دیکھ کر منہس پڑا اور بڑی خاطر و مدارت سے رخصت کیا اور چند نصائح سے بھی نوازا۔

۹۶۔ مریض کو شفا دلوانا

علاقہ سرہند کے ایک فاضل کا بیان ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میری عنایت کا سبب یہ ہوا کہ میرا ایک عزیز بھائی جس سے مجھے بڑی محبت تھی وہ ایک مہلک مرض میں گرفتار ہو گیا اور بہت سے فقراء سے دعائیں اور اطباء سے دوائیں کروائیں مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ ایک شخص نے میرے سامنے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی توصیف کی۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر توجہ کے لیے التماس کیا۔ آپ نے دعا کی اور حجرے میں تشریف لے گئے۔ ایک لمحہ کے بعد حجرے سے نکل کر آواز دی کہ فلاں شخص جس نے اپنے مریض کے لیے بیماری سے شفا کی درخواست کی تھی کہاں ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ ہم فاتحہ مغفرت پڑھتے ہیں۔ میں پریشان ہو کر اپنے مکان کی طرف جو سرہند سے چند میل کے فاصلہ پر متوارانہ ہوا۔ میں نے راستے میں اپنے دل میں کہا کہ حضرت مجدد کی یہ دوسری فاتحہ موت کی صریحاً خبر ہے جب میں گھر پہنچا تو اس مریض کو دفن کر چکے تھے۔ میں نے جو حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ جس وقت آپ نے مجھے بلا کر فاتحہ مغفرت پڑھی تھی وہ اسی وقت فوت ہوا تھا۔ میں آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مرید ہو گیا۔

۹۷۔ پیشانی پر لفظ منکر کا ہونا

ایک بزرگ بڑی دور سے فاصلہ طے کرتے ہوئے بڑی محبت و اشتیاق سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مریدین نے عرض کیا حضور یہ بہت مشہور بزرگ ہیں اور دروازے سے محبت و اخلاص سے حاضر خدمت

ہوا ہے آپ اس کی طرف توجہ خاص فرمائیں۔ حضرت مجدد نے فرمایا ہاں میں ایسا ہی گمان کرتا تھا مگر میں نے اس کی پیشانی پر جلی الفاظ میں منکر لکھا ہوا پایا ہے کیا کیا جائے۔ یہ سن کر حاضرین بہت متعجب ہوئے۔

۹۸۔ چشمِ مکاشفہ سے قبر کا نشان پانا

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی جن کا نام شیخ محمد مسعود تھا۔ اور حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبول مریدین میں سے تھے تجارت کے لیے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں ایک روز صبح کے وقت حضرت مجدد نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ عجب معاملہ ہے میں ہر چند محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا اور چشمِ مکاشفہ سے اس کو تلاش کیا مگر روئے زمین پر کہیں بھی اُسے نہ پایا۔ بعد ازاں جب بغور متوجہ ہوا تو اس کی قبر نظر آئی کہ ابھی فوت ہوا ہے۔ سامعین نے تاریخ اور دن درج کر لیا۔ چند دنوں کے بعد اس کے ساتھی واپس آگئے اور انہوں نے اس کی وفات کی تاریخ اور دن وہی بتایا جو حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے بتایا تھا۔

۹۹۔ پورا رمضان کا بارش کا نہ ہوتا

ایک دفعہ رمضان شریف کا مہینہ عین برسات کے موسم میں آیا ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجیر شریف تشریف رکھتے تھے۔ آپ حسبِ عادت ختمِ قرآن میں مشغول ہو گئے۔ پہلی رات نماز تراویح میں بیس حضرات نے ایک مسجد میں جو نہایت تنگ تھی نماز تراویح ادا کی۔ تعفن سے آپ کو اور معتقدین کو بہت تکلیف پہنچی۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ کی زبان مبارک

۷۷۔ الفاظ نکلے کہ جو ختم قرآن کا پروگرام ہم نے تیار کیا ہے ان کے آخر تک اگر اللہ کریم کے فضل سے بارش نہ ہو تو ہم مسجد سے باہر نماز تراویح ادا کر لیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا ستائیسویں تک بالکل بارش نہ ہوئی اور ہم نے ستائیسویں رات تک چار قرآن مجید ختم کیے اور کسی رات بھی بارش نہ ہوئی اور اٹھائیسویں رات تک بارش شروع ہو گئی۔

۱۰۰۔ لوح محفوظ تک رسائی

ایک شخص نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت جوانی گزر کر بڑھا پا چھا گیا مگر کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا جو میرے بعد میری یادگار بنتا اس بارے میں آپ توجہ فرمائیں۔ آپ کچھ دیر تک مراقبہ میں رہے پھر فرمایا کہ لوح محفوظ میں اس موجودہ بیوی سے تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں اگر دوسری شادی کرو کرو تو اس سے اولاد پیدا ہو گئی اور تمہارے بعد تمہاری یادگار رہے گی۔ اتفاقاً پہلی بیوی فوت ہو گئی اور اس نے دوسری بیوی سے نکاح کر لیا جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور یہ دونوں اس کی یادگار بنے رہے۔

۱۰۱۔ جن کا مجدو کی آواز سن کر فرار ہو جانا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خلیفہ مجاز جس کا نام نور محمد اناری تھا اور آٹھ بار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت مشرفہ سے مشرف ہو چکا تھا بیان کیا کہ میرے بھائی کے گھر میں جن رہتا تھا جو ہمیشہ اُسے تنگ کرتا تھا یہاں تک کہ اُس کی تکلیف سے میرے بھائی کا انتقال ہوا۔ میں بھی

اُسی گھر میں رہتا تھا۔ بھائی کے انتقال کے بعد ہیبت ناک صورتیں میرے سامنے آنے لگیں اور پھولوں کی ٹہکتی ہوئی خوشبو محسوس ہونے لگی۔ میرے بھائی کی بھی ابتدائی حالت یہی ہوئی تھی۔ میرے اقربا یہ سن کر میری زندگی سے ناامید ہو گئے۔ ایک رات میں اپنی بیوی سے ہم بستر تھا اور ابھی فارغ نہیں ہوا تھا کہ جن آگیا اور ہم دونوں کے اُوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور ہمیں ایسا دبا یا کہ ہم ہاتھ اُٹھانے سے عاجز آ گئے لحاف کو بھی اپنے اُوپر سے نہ اُٹھا سکتے تھے۔ ہم اسی پریشانی میں تھے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نمودار ہوئے اور آواز دی کہ نور محمد! کچھ خوف نہ کر یہ جن ابھی بھاگ جائے گا کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہوتا ہے۔ جن نے حضرت مجدد کی آواز سنتے ہی ہم کو چھوڑ دیا۔ میں اُٹھا اور حضرت مجدد آنکھوں سے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد میرے گھر میں کسی کو جن کا آسب نہ ہوا۔ اور جنات وہاں سے جلا وطن ہو گئے۔ میں دیکھتا کہ وہ اپنے ساز و سامان کو لے کر میرے گھر سے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مجدد نے ہم کو جلا وطن کر دیا۔ اب ہم موضع شادی وال جا کر ٹھہریں گے۔

۱۰۲۔ سفید ڈاڑھی کی حرمت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے کیا معاملہ ہوا۔ آپ نے فرمایا جب مجھے بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے خفگی سے فرمایا اے حسن! تو دنیا میں ہم سے بہت ڈرتا تھا اور ہمارے خوف سے بہت رو دیا کرتا تھا۔ تو نے ہمیں جتا وقتہا ہی تصور کیا۔ ہمیں رحمن و کریم کا خیال ہی نہ کیا اس لیے چاہیے تو یہ کہ تجھے اپنی جباری وقتہاری ہی دکھائیں لیکن تیری داڑھی کے

سفید بالوں کا لحاظ آتا ہے ان کی عزت کے سبب تجھے بخش دیا جاتا ہے۔

۱۰۳۔ گوشت کا خون بن جانا

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے مال دار تھے۔ روپیہ سود پر دیتے اور بڑی سختی سے وصول کرتے تھے۔ ایک دن ایک مقروض کے گھر طلب و تقاضا کے لیے گئے۔ وہ گھر میں نہ تھا۔ آپ نے گھر والوں سے کہا میرا آنا بیکار نہ جائے کچھ نہ کچھ تو دو۔ گھر والوں نے کہا بکری کا تھوڑا سا گوشت ہے چاہو تو لے جاؤ۔ آپ اس گھر وہی گوشت لے آئے اور بیوی کو پکانے کے لیے دیا۔ بیوی نے چولہے پر پکنے کے لیے رکھ دیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک سائل آیا اور کہا۔ کچھ کھانا اللہ کے لیے کھلاؤ مجھے سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ نے سائل سے کہا ہم نے یہ مشقت تیرے لیے نہیں کی۔ یہیں دور ہو جا۔ پھر آپ نے گوشت طلب کیا تو بیوی نے ہانڈی اتار کر پیش کی دیکھا تو وہ سب خون ہی خون تھا۔ بیوی نے کہا یہ سب تمہاری بد بختی کا ظہور ہے۔ اسے کھاؤ یہ سب سود کا شورہ ہے۔ اس واقعہ نے آپ کی حالت متغیر کر دی۔ اُسٹے اور سیدھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور توبہ کی۔ مال و دولت غریبوں میں تقسیم کر دیا اور خود مصروفِ عبادت ہو گئے اور پھر اس درجہ کمال تک پہنچ گئے کہ خود حضرت حسن علیہ الرحمۃ آپ کی خدمت میں آنے لگے۔

۱۰۴۔ لڑکے گھر واپس آ جانا

ایک دفعہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت

روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ حضرت میرا بیٹا عرصہ دراز سے گم ہے اور میں اس کی جدائی میں سخت پریشان ہوں آپ دعا فرمائیں کہ وہ اپنے گھر واپس آجائے۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے اس عورت نے سکوڑی سی چاندی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے وہ چاندی درویشوں میں تقسیم کر دی اور فرمایا جا تمہارا لڑکا تمہارے دروازے پر کھڑا ہے۔ جب عورت اپنے گھر واپس آئی تو اپنے گھر اپنے بیٹے کو موجود پایا اور سینہ سے لٹکا کر پوچھا۔ بیٹا تو کہاں تھا؟ لڑکے نے کہا میں کرمان میں تھا۔ میرے استاد نے مجھے گوشت لینے کے لیے بازار بھیجا جب میں گوشت لے کر واپس ہوا تو ایک تیز ہوا آئی اور میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ اے ہوا۔ اس کو اٹھا کر اس کے گھر پہنچا۔ حضرت حبیب عجمی کی دعا اور صدقہ کی برکت سے میں نے اپنے آپ کو اپنے گھر پایا۔

۱۰۵۔ نظر شفقت نجات کا سبب

ایک دفعہ ایک قاتل مجرم کو سولی پر لٹکایا گیا۔ اسی رات بعض نیک لوگوں نے دیکھا کہ وہ بہشت کے باغوں میں سیر کر رہا ہے۔ پوچھا یہ کیا معاملہ تو قاتل تھا تجھے یہ مقام کیسے ملا۔ قاتل نے جواب دیا۔ جب مجھے تختہ دار پر چڑھایا گیا تو اس وقت حضرت حبیب عجمی میرے قریب سے گزرے شاید میری بے بسی اور تکلیف کو دیکھ کر انھیں رحم آ گیا۔ آپ نے میری طرف بنظر شفقت دیکھا اور میرے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت و عزت کے سبب میری بخشش فرمادی۔ اور مجھے یہ مقام حاصل ہوا کہ رب نے میری نجات فرمادی اور بہشت عطا فرمایا۔

۱۰۶۔ ستر ہزار گناہ گاروں کی بخشش کا سبب

جس رات حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی ولادت ہوئی تو اس وقت آپ کے والدین کے ہاں اتنا کچھ بھی نہ تھا کہ دیا ہی بلایا جاسکے۔ والدہ نے خاوند سے کہا کہ آپ ہمسایہ کے گھر سے تھوڑا سا تیل مانگ کر لائیں۔ انہوں نے اقرار کر رکھا تھا کہ مخلوق سے سوال نہیں کریں گے تاہم بادلِ نخواستہ ہوس گئے اور ہمسایہ کے دروازہ پر دستک دے کر واپس چلے آئے اور بیوی سے آکر کہا کہ ان کا دروازہ بند ہے۔ پھر اسی رنج و غم میں سو گئے خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا اور دیکھا کہ تم غم نہ کرو یہ بچی وہ مقبولہ اور منظورہ ہے جس کی شفاعت سے میری اُمت کے ستر ہزار گناہ گار بخشے جائیں گے۔ اٹھو اور امیر بصرہ کے پاس ہماری طرف سے یہ رقعہ لے جاؤ کہ تو ہر رات سو بار درود پڑھا کرتا تھا۔ لیکن اس جمعہ کی رات کو بھول گیا اور درود نہ پڑھا۔ اس کے کفارہ میں چار سو درہم اس آدمی کو دے دو جو یہ پیغام لایا ہے۔ اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور اس خوشی سے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر رقعہ لکھ کر امیر کے مکان پر پہنچے۔ دربان کو رقعہ دیا اور کہا کہ امیر کو دے دو۔ امیر نے رقعہ دیکھتے ہی حکم دیا کہ دس ہزار درہم اس کے شکرانہ میں فقراء میں تقسیم کر دو اور اس مبارک مرد سے کہو کہ اندر تشریف لے آئے لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ ایسی صفات والا آدمی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لائے اس طرح سے طلب کرنا ٹھیک نہیں چنانچہ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ کی چوکھٹ کا غلام ہوں اندر آئیے اور برکت دیجئے۔ نہایت عزت و احترام

کے ساتھ زر کی ایک تھیلی پیش کرتے ہوئے قسم دہی کہ آئندہ بھی اپنی ضروریات سے مطلع فرمائیں۔ سعادت سمجھ کر پیش کروں گا۔

۱۰۷۔ انگلیوں کا روشن ہو جانا

ایک دفعہ حضرت حن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ساتھ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی زیارت کو گئے۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے پاس چراغ نہ تھا۔ اور ان حضرات کے لیے روشنی کی ضرورت تھی۔ آپ نے اپنی انگلیوں پر بیچونک ماری۔ انگلیاں فوراً شمع کی مانند روشن ہو گئیں۔

۱۰۸۔ چور کا اندھا ہو جانا

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سو رہی تھیں۔ ایک چور آیا اور آپ کی چادر لے چلا۔ مگر راستہ دکھائی نہ دیا مجبور ہو کر چادر رکھ دی تو راستہ صاف نظر آنے لگا۔ پھر آکر چادر اٹھالی۔ لیکن راستہ پھر پہلے کی طرح بند ہو گیا۔ غیب سے آواز آئی۔ اے چور! چادر کو چھوڑ کر چلا جا کیونکہ کٹی برس ہو گئے ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو ہمارے سپرد کیا ہوا ہے۔ ابلیس کی طاقت نہیں کہ اس کے پاس آئے۔ چور بے پارے کی کیا مجال کہ اس کی چادر اٹھا کر لے جائے۔ اگر ایک دوست سویا ہوا ہے تو دوسرا جاگ رہا ہے وہ کس طرح لیجانے دے گا۔

۱۰۹۔ امام ابو حنیفہ کا دھریہ سے مناظرہ

ایک دفعہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مناظرہ ایک دھریہ

سے ہوا۔ دہریہ خدا کی ہستی کا ثبوت آپ سے طلب کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کل فلاں وقت مجمع عام میں ثبوت دوں گا۔ چنانچہ دوسرے دن وقت مقررہ پر لاکھوں کی تعداد میں لوگ اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے دیر کر دی۔ تھوڑی دیر آپ تشریف لائے تو دہریے نے آپ سے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔ فرمایا کیا بتاؤں ایک حیرانی کا سامنا ہو گیا وہ یہ کہ میں دریا کے کنارے وضو کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ اچانک کنارے پر سے ایک درخت زمین سے نکلنا شروع ہوا اور بڑھتے بڑھتے ایک عظیم درخت بن گیا۔ پھر اس کی تختیاں بننی شروع ہو گئیں۔ پھر ان تختیوں کی کشتی بن گئی۔ وہ دریا میں چلی گئی۔ اس پر مسافر سوار ہوئے۔ کشتی نے ان سے کرایہ وصول کیا۔ پھر وہ انہیں دوسرے کنارے پر لے گئی۔ پھر اس طرف کے سوار اصرار لے آئی۔ اسی حیرانی میں میرا وقت صرف ہو گیا۔ دہریے نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ خود بخود تختیاں بن جائیں اور خود ہی کشتی تیار ہو جائے اور خود بخود ہی تیر کر آ پار ہونے لگے۔ جب تک کہ کوئی بنائے اور چلائے نہیں۔ آپ نے فرمایا اس ذرا سے معاملے کو تو بنانے والے اور چلانے والے کے نہیں مانتا۔ لیکن یہ جو زمین و آسمان چاند سورج ستارے گردش کرتے تو دیکھتا ہے۔ اس کے بنانے والا کون ہے؟ کیا آج تک کبھی کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے یا میرے آباؤ اجداد نے یہ کارخانہ چلایا یا اس کی مرمت کی۔ یہ سن کر وہ ساکت ہو گیا۔ اس نے اقرار کیا کہ واقعی وہی ذات برحق ہے جس کی صنعت و نظام کا یہ ظہور ہے۔ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

۱۱۰۔ حضرت امام احمد بن حنبل کا تقویٰ

ایک دن حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خادم

نے ایک صالح کے گھر سے تھوڑا سا خمیر لے کر حضرت امام کے آٹے میں ملایا تاکہ نرم ہو جائے اور روٹی پکائی۔ جب آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ یہ کیا ہو جو روٹی پھولی ہوئی ہے۔ خادم نے عرض کیا۔ حضرت آج میں نے اس سے کہ روٹی نرم ہو جائے۔ صالح کے گھر سے تھوڑا سا خمیر لے کر ملایا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ روٹی میں کس طرح کھا سکتا ہوں صالح تو ایک سال اصفہان کا قاضی رہا ہے۔ یہ لے جاؤ اور کسی سائل کو دے دو اور اُسے بتا دو کہ آٹا تو احمد کے گھر کا ہے لیکن خمیر صالح کے گھر کا ہے۔ تمہارا جی چاہے تو لے لو۔ کہتے ہیں چالیس دن تک کوئی سائل نہ آیا۔ خادم نے اسے دریا ٹے وجہ میں سپینک دیا۔ اس کے بعد آپ نے دریا ٹے وجہ کی پھلی تمام عمر نہیں کھائی۔

۱۱۱۔ حضرت احمد بن حنبل اور خوفِ خدا

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک شاگرد نے شاہراہ عام سے تھوڑی سی مٹی لی اور اپنے گھر کی دیواروں کی پوائی میں استعمال کی۔ آپ نے اُسے حلقہ درس سے نکال دیا اور فرمایا۔ تجھے علم نہ سیکھنا چاہیئے کیونکہ تو مالِ ناحق اپنے تصرف میں لانے سے خوفِ خدا نہیں رکھتا۔

۱۱۲۔ اوب و تعظیم کی وجہ سے نجات کا حصول

ایک دفعہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور کوئی دوسرا شخص آپ سے اوپر کی جانب پلیدی پر وضو کر رہا تھا۔ اس نے جو حضرت امام کو اپنے سے نیچے

کی جانب دیکھا تو خیال کیا کہ یہ کب مناسب ہے کہ مجھ گنہ گار کا پانی حضرت کی جانب جائے۔ پیچھے اتر آیا اور حضرت امام سے نیچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا۔ جب وہ شخص فوت ہوا تو کسی نے اُسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اس اَدب و تعظیم کا صدقہ جو میں نے حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کرنے کی حالت میں تھی مجھے بخش دیا۔

۱۱۳۔ حج اکبر کیا ہے؟

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک ہزار درہم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ حج کو جاؤں۔ آپ نے فرمایا تو حج کو نہیں جانا سیر و تفریح کو جاتا ہے۔ اگر حج سے خدا کی رضا مندی چاہتا ہے تو یہ درہم کسی آزرده دل حاجت مند کو دے یا کسی عیال دار شکستہ دل کو دے تاکہ اس کا دل خوش ہو اور فکرِ عیال سے آرام پائے یا کسی قرض دار کا قرض ادا کرے تاکہ وہ غمِ قرض سے خلاصی حاصل کرے۔ اس کے علاوہ بہت سے مسکین یتیم اور بیوا ہیں تیرے ان درہموں کے حاجت مند ہیں۔ ان کی خبر گیری اور بھلائی میں صرف کر۔ کیونکہ تیرے اس حج سے ہزار گنا بڑھ کر اس کا درجہ حاصل ہو گا۔

۱۱۴۔ حضرت بشر حافی کی بزرگی کا امتیاز۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواب میں نبی کریم علیہ السلام و التسلوٰۃ و التلبیٰۃ کی زیارت ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بشر! تجھے علوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دوسرے ہم عمروں سے کیوں برگزیدہ کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ خبر نہیں! نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ تو میری سنت کی خوب اطاعت کرتا ہے۔ نیک لوگوں کی عزت کا لحاظ رکھتا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرتا اور ان کی بھلائی چاہتا ہے اور میری اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ میں نے پھر عرض کیا حضور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے بشر! اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ غریبوں پر شفقت اور حاجت مندوں کی حاجت پوری کرنے میں ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر ثواب ان درویشوں اور مسکینوں کو ملتا ہے جو ذاتِ الہی پر بھروسہ اور اعتماد رکھتے ہیں اور امیروں سے نہیں مانگتے۔

۱۱۵۔ توبۃ النصوح کے اثرات

حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں ڈاکوؤں کے سردار تھے لیکن طبیعت میں بہت مروت تھی جس کے پاس تھوڑی پونجی ہوتی نہ لیتے اور ہر شخص کے پاس تھوڑا سا زوراد رہنے دیتے۔ بچوں اور عورتوں کو نہ لوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مروت کے سبب توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور مقبول لوگوں کا سردار بنا دیا۔ ایک رات ایک قافلہ جا رہا تھا ان میں ایک شخص قرآن کریم کی آیت پڑھ رہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ :

”کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ ایمان والے اللہ کے خوف

سے ڈر جائیں۔“

یہ آیت سن کر آپ کی حالت متغیر ہو گئی اور آپ فوراً پکار اُٹھے

ہاں! ہاں! وقت آگیا۔ آپ روتے اور کہتے ہائے کب تک میں اس کام میں مبتلا رہوں گا۔ سچے دل سے توبہ کی جس کا مال کوٹا تھا اُسے تلاش کر کے اس کا مال واپس کیا اور جس کسی کا دل دکھایا تھا اُسے راضی کیا۔ ایک یہودی کسی طرح بھی راضی نہیں ہوتا تھا وہ آپ کو آزمانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا اگر مجھے راضی کرنا ہے تو فلاں ریت کے ٹیلے کو اٹھا کر دوسری طرف رکھ دو۔ چنانچہ آپ نے اس ریت کو دوسری طرف رکھنا شروع کر دیا۔ رات کو سخت آندھی آئی جس سے صبح تک ریت کا وہ ٹیلہ دوسری طرف لگ گیا۔ یہودی دیکھ کر یہ کہنے لگا کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک میرا مال آپ واپس نہ کریں گے میں آپ کو معاف نہیں کروں گا لیکن اب تو آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ دیکھیے میرے تکیے کے نیچے زرہ کی تھیلی پڑی ہے وہ اٹھا کر آپ مجھے دے دیں۔ میں اُسے آپ کی طرف سے جانوں گا اور اس طرح میری قسم بھی پوری ہو جائے گی اور میں معاف کر دوں گا۔ آپ نے اس تکیہ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور تھیلی نکال کر اُس یہودی کو دے دی۔ یہودی نے لے کر اُسے کھولا تو وہ سونے سے بھری پڑی تھی۔ یہودی نے کہا مجھے کلمہ پڑھائیے میں مسلمان ہوتا ہوں کیونکہ میں نے تو رات میں پڑھا تھا کہ جس کی توبہ قبول ہوتی ہے وہ اگر مٹی کو بھی ہاتھ لگائے تو سونا ہو جاتی ہے وہ اگر مٹی کو بھی ہاتھ لگائے تو سونا ہو جاتی ہے۔ میں نے یہی کچھ آزمانے کے لیے تھیلی میں ریت بھر دی تھی۔ وہ ریت آپ کے ہاتھ لگانے سے سونا سونا ہو گئی۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کی توبہ سچی ہے اور آپ کا دین بھی سچا ہے۔

۱۱۶۔ خلیفہ ہارون کی حضرت فضیل کے ہاں حاضری

ایک دن خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے وزیر جعفر برمکی سے کہا کہ اے جعفر! آج رات مجھے کسی بزرگ کے پاس لے چل کیونکہ سلطنت کے حنجال سے دل اکتا گیا ہے چاہتا ہوں کہ کسی اللہ کے بندہ سے راحت پاؤں۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کون ہے؟ وزیر نے کہا امیر المؤمنین رشید! سفیان بولے کیوں تکلیف کی مجھے بلا لیتے خلیفہ نے وزیر سے کہا۔ جیسا مرد میں چاہتا ہوں یہ نہیں ہے کسی اور کے پاس چلیے۔ سفیان بولے جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا مرد فضیل ہے۔ دونوں وہاں پہنچے۔ حضرت فضیل اندر بیٹھے یہ آیت پڑھ رہے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَنَحُوا السَّيِّئَاتِ انْجِنُوا رَجُلًا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُوْنَ۔ ان لوگوں نے بڑے کام کیے ہیں کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ہرگز نہیں) خلیفہ نے جب یہ سنا تو کہا کہ نصیحت کے لیے تو یہی آیت کافی ہے۔ پھر دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے فضیل بولے۔ کون ہے؟ جعفر نے امیر المؤمنین کا نام لیا۔ فضیل نے جواب دیا۔ یہاں امیر المؤمنین کا کیا کام؟ مجھے معاف رکھیے۔ جعفر نے کہا دروازہ کھولیں اور ہم زبردستی آجائیں گے۔ آپ نے کہا میں نہیں کھولوں گا زبردستی تمہارا کام ہے۔ عرض کسی صورت سے یہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ آپ نے چراغ بجھا دیا تاکہ کسی کا چہرہ نظر نہ آئے۔ اسی اثناء میں رشید کا ہاتھ حضرت فضیل پر پڑا۔ آپ نے فرمایا کیسا نرم ہاتھ ہے کاش کہ یہ دوزخ سے رہائی پائے۔ پھر آپ نے نماز کی نیت باندھ لی۔ رشید رونے لگا کہ یہ کیسا مرد ہے۔ سلام کے بعد آپ نے فرمایا

اے ہارون! آپ کے باپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے درخواست کی کہ مجھے کسی قوم کا سردار مقرر کیجئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! میں تمہیں تمہارے نفس کا سردار بناتا ہوں تاکہ وہ خدا کی اطاعت میں تمہارا مطیع رہے کیونکہ نفس کی ایک لمحہ کی اطاعت خلق کی ہزار سال کی اطاعت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ قیامت کے روز خلق کی اطاعت باعثِ ندامت ہوگی اور نفس کی اطاعت باعثِ نجات ہوگی۔ رشید نے کہا کچھ اور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے سالم بن عبد اللہ اور محمد بن کعب کو بلا یا اور کہا میں امر خلافت میں مبتلا ہو گیا ہوں میری رہنمائی فرمائیے۔ انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن نجات پائیں تو مسلمان بڑھوں کو مثل اپنے باپ کے اور جوانوں کو مثل بھائیوں کے اور بچوں کو مثل اپنے بچوں کے تصور کیجئے اور بڑھی عورتوں کو مثل لہنی والدہ کے اور جوان کو مثل اپنی ہمشیرہ کے اور بچی کو مثل اپنی بچی کے خیال کیجئے اور ان سے وہی سلوک کیجئے جو آپ اپنے ماں باپ بھائی بہنوں اور بچوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ رشید نے کہا اور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ تیری خوبصورت شکل اور نرم کھال کہیں آگ میں نہ جلے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ ”بہت سی خوب صورت شکلیں آگ میں جلیں گی اور بہت سے امیر قیدی بنائے جائیں گے اور ذلیل کیے جائیں گے۔“ یہ سن کر ہارون الرشید بہت رویا اور کہنے لگا کچھ اور فرمائیے۔ فرمایا خدا سے ڈرا اور اس کے آگے جواب دہی کے لیے تیار رہ۔ کیونکہ قیامت کے دن ایک ایک مسلمان کے لیے تجھ سے باز پرس ہوگی اور اگر کسی رات کو کسی گھر میں ایک بڑھیا بھی بھوکے سوئی ہوگی تو قیامت کے دن وہ تیرا دامن پکڑے گی

ہارون الرشید کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ جعفر نے کہا: فضیل بس کیجئے اپنے
 تو امیر المومنین کو مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا: چپ رہ ہامان۔ میں نے نہیں بلکہ تو نے
 اور تیری قوم نے رشید کو ہلاک کیا۔ رشید اور بھی بے قرار ہوا اور جعفر سے کہا: تجھے
 ہامان اس لیے کہا کہ تجھے فرعون سمجھا ہے۔ پھر رشید نے آپ سے پوچھا کہ اپنے
 کسی کا کچھ دینا تو نہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا مجھ پر قرضِ اطاعت ہے۔
 رشید نے کہا: میں لوگوں کا پرچھتا ہوں۔ فرمایا خدا کا احسان ہے کہ اس نے مجھے
 شکوہ سے محفوظ رکھا۔ رشید نے ہزار اشرفی کی تھیلی پیش کی اور کہا: یہ مال حلال
 ہے جو مجھے والدہ کے ورثہ سے ملا ہے۔ آپ نے فرمایا: افسوس میری ان باتوں
 کا نتیجہ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا تو نے اسی جگہ ہی سے ظلم اور نا انصافی شروع کر دی۔ میں
 تجھے کہتا ہوں کہ کسی حقدار کو دے مگر تو دوسرے کو دیتا ہے جو نہ تو حقدار ہے
 اور نہ ہی اُسے ضرورت ہے۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ناچار رشید باہر
 نکل کر کہنے لگے کہ فضیل فضیل ہی ہے۔

۱۱۶۔ تمام رات اقوال کا بیان

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت
 فضیل کے پاس رہا اور ساری رات اچھے اچھے اقوال بیان کرتا رہا۔ جب صبح
 ہوئی تو میں نے کہا آج کی رات کتنی مبارک تھی۔ آپ نے فرمایا افسوس! آج
 کی رات ہم نے ضائع کر دی۔ میں نے کہا کس طرح؟ فرمایا: میں اس خیال میں
 رہا کہ ایسی اچھی بات کہوں کہ تیرا دل خوش ہو اور تو ساری رات اسی کوشش
 میں رہا کہ ایسا جواب دوں جس سے میرا دل خوش ہو۔ پس ہم نے ایک دوسرے
 کے نفس کو خوش کرنے میں ساری رات گزار دی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہ دی۔

اور اس کی خوشنودی جو کہ عبادت میں تھی ضائع کر دی۔ پھر یہ رات کس طرح مبارک ہوئی؟ فرمایا جب رات ہوتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں کہ تنہائی نصیب ہوگی اور کچھ کام عاقبت کے لیے کر سکوں گا۔ لیکن جب صبح ہوتی ہے تو غم کھاتا ہوں کہ اب لوگ آئیں گے اور یاد الہی سے محروم رکھیں گے۔ فرمایا مجھے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ اگر مر لڑکا مر جائے تو تعزیت کے لیے سینکڑوں لوگ آئیں گے لیکن اگر میری نماز قضا ہو جائے تو ایک بھی تعزیت کے لیے نہیں آتا۔ بخدا میرے نزدیک جماعت نماز کا چھوٹا جانا صالح فرزند کے مر جانے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

۱۱۸۔ زمین و آسمان کا آہ و زاری کرنا

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقتِ رحلت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میری ان دو بیٹیوں کو لے کر بوقریس کی پہاڑی پر جانا اور وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا کہ اے قادرِ مطلق! فضیل نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کی طرف سے عرض کروں کہ جب تک میں جیتا رہا ان پناہ چاہنے والیوں کو اپنے پاس رکھا اب جبکہ تو نے مجھے اپنے پاس بلا لیا ہے ان کو تو اپنی پناہ میں لے لے۔ چنانچہ آپ کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ وہ التجا کر رہی تھیں کہ سردارِ یمن مع دو بیٹیوں اور خدام کے وہاں پہنچا اور کہا۔ اے پاکِ دامنہ! اگر تو اجازت دے تو میں اپنے بیٹیوں سے ان صاحبزادیوں کا نکاح کر دوں۔ آپ نے اجازت دے دی۔ اسی وقت سردار نے صاحبزادیوں کو مکلف لباس پہنا کر دس دس ہزار مہر مقرر کر کے نکاح کر دیا اور نہایت عزت و احترام سے یمن لے گیا حضرت

رسول اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب آپ نے رحلت فرمائی تو ایسا معلوم
 کرتا تھا کہ گویا زمین و آسمان رو رہے ہیں۔

۱۹۔ حضرت ابراہیم بن ادہم کا بادشاہی چھوڑنا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات اپنے محل میں
 ماز پڑھ رہے تھے کہ چھت پر کسی دوڑنے کی آواز آئی۔ پوچھا کون ہے؟
 اب آیا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا ہے اسے تلاش کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا
 سب بات ہے کہ شاہی محلوں پر اونٹ تلاش کیا جا رہا ہے۔ آواز آئی
 اس سے عجب تر یہ ہے کہ شاہی محلوں میں خدا کو تلاش کیا جا رہا ہے۔ صبح
 ہوئی اور آپ دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی بے دھڑک دربار میں داخل
 ہوا اور کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اُسے روکے۔ آپ کے قریب پہنچا تو اپنے
 بچا کیا بات ہے، اُس نے کہا۔ میں مسافر ہوں بھوڑا سا وقت اس
 راتے میں بٹھرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ تو محل اور دربار شاہی
 ہے سراتے نہیں۔ اس نے کہا پہلے یہاں کون دربار کرتا تھا؟ آپ نے
 اپنے باپ کا نام لیا۔ اس نے کہا تو اُن سے پہلے۔ آپ نے اپنے دادا
 کا نام بتایا۔ اس نے کہا تو اس سے پہلے ان کا باپ ہو گا؟ آپ نے کہا
 نہیں اس نے کہا تو یہ سراتے نہیں تو اور کیا چیز ہے؟ ایک آتا ہے اور
 دوسرا جاتا ہے۔ کیا آپ ہمیشہ یہاں رہیں گے۔ وہ اتنا کہہ کر چلا گیا۔ آپ
 کے دل میں ایک جوش پیدا ہوا۔ بے ثباتی دنیا کا ایک نقشہ آنکھوں کے
 آگے پھر گیا۔ بادشاہی چھوڑ کر فقر کا عمامہ ماندھ کر جنگل کو چلے گئے اور
 پھر تمام عمر منازلِ فقر ہی میں گزار دی۔

۱۲۰۔ سونے اور چاندی کی سوٹیاں

ایک دن حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجہ کے کنارے بیٹھے تھے کہ ایک امیر آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابراہیم تم نے بلخ کی شہنشاہی چھوڑ کر کیا پایا؟ آپ نے سوئی دریا میں ڈال دی۔ ہزار ہا مچھلیاں سونے اور چاندی کی سوٹیاں منہ میں لیے ظاہر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنی لوہے کی سوئی چاہیے۔ فوراً ایک مچھلی آگے بڑھی اور وہ لوہے کی سوئی لے کر آئی۔ آپ نے لے لی۔ پھر امیر سے آپ نے فرمایا کہ یہ خدا کا ادنیٰ سا احسان ہے جو تم نے دیکھا ہے۔

۱۲۱۔ پانی کی بجائے سونے کا ڈول

ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے ایک کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ جب نکالا تو چاندی سے بھرا ہوا تھا۔ پھینک دیا۔ پھر دوسری بار کنوئیں میں ڈول ڈالا تو سونے سے بھرا ہوا آیا۔ اسے بھی پھینک دیا۔ پھر نکالا تو موتیوں سے بھر پور تھا۔ آپ نے کہا "الہی! مجھے خزانہ نہیں چاہیے بلکہ پانی چاہیے تاکہ میں وضو کر کے تیری عبادت کر سکوں۔"

۱۲۲۔ ایک کھجور کا فساد

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں بیت المقدس میں تھا۔ اور میں نے اپنے آپ کو ایک چٹائی میں پیٹ کر چھپا لیا تاکہ مجھے کوئی دیکھنے نہ پائے کیونکہ وہاں رات کو کوئی نہیں رہ سکتا تھا۔

جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو ایک پیر مرد ٹاٹ کا لباس پہنے اندر تشریف لائے چالیس درویش اور ان کے ساتھ تھے وہ سیدھے محراب میں گئے۔ نماز پڑھی تو پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ آج کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو ہم میں سے نہیں پیر مرد نے کہا "ادہم کا بیٹا ہے جو چالیس روز سے حلاوتِ عبادت سے محروم ہے۔ میں نے جب سنا تو بے اختیار چٹائی سے باہر نکلا اور پیر مرد سے عرض کیا واقعہ صحیح ہے اب علاج بھی فرمائیے۔ فرمایا کچھ دن ہوئے کہ تو نے بصرہ سے ایک دکاندار سے کھجوریں خریدی تھیں۔ ایک کھجور اس کی پہلے ہی گری ہوئی تھی جسے تو نے اپنا سمجھا اور اٹھا کر کھالی یہ کہورت اسی سے ہے جا اور اس دکاندار سے معاف کرا۔ میں اسی وقت روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر اس دکاندار سے معاف کرا۔ میں اسی وقت روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر اس دکاندار سے معافی مانگی۔ اس نے معاف کر دیا لیکن یہ کہا کہ اگر معاملہ ایسا ہی نازک ہے تو میں اس کمی بیشی سے باز آیا۔ دکان چھوڑی اور سب مال فقیروں میں خیرات کر دیا۔ آخر آپ گروہ ابدال میں سے ہوئے۔

۱۲۳۔ ندامت کے ساتھ معافی چاہنا

ایک دن حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک ناواقف شخص نے کسی وجہ سے کہا کہ آپ تو بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ندامت کے ساتھ معافی چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا اللہ مجھے جنت کی راحت دے مجھے تیری معذرت کی حاجت نہیں۔ جو سر معذرت کا طالب تھا وہ میں بلخ کے تخت پر ہی چھوڑ آیا۔

۱۲۴۔ دینار کے ختم ہونے پر وفات ہوتا

ایک دفعہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں قاضی صاحب حاضر ہوئے اور آپ کو کچھ دینار دینے چاہے تو آپ نے نہ لیے اور فرمایا کہ میرے پاس اپنے دینار وراثہ حلال سے موجود ہیں۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی ہے کہ جب یہ دینار ختم ہو جائیں تو مجھے بھی ختم کر دے۔ قاضی صاحب نے پوچھا آپ ایک دن میں کتنا خرچ کرتے ہیں؟ آپ نے مقدار بتادی اور کچھ عرصہ گزر گیا۔ ایک دن قاضی ابو یوسف بیٹھے تھے کہ اچانک کہنے لگے کہ آج حضرت داؤد طائی فوت ہو گئے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ واقعی آپ اسی دن ہی فوت ہوئے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کہ آپ کو بغیر کسی اطلاع کے کیسے پتہ چل گیا۔ فرمایا مجھے یقین تھا کہ ان کی دعا قبول ہو چکی ہے اور میں نے ان کے خرچ حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ آج ان کے دینار ختم ہو گئے ہیں۔ لہذا آپ دنیا سے رحلت فرما گئے ہوں گے۔

۱۲۵۔ خاموشی سے علم کا حصول

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس درس میں ہمیشہ خاموش رہتے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے حضرت امام کی مجلس میں خاموش رہ کر جو علم ایک سال میں حاصل کیا بحث و تکرار سے اُسے بیس سال میں بھی نہ پایا۔ ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی تو آپ نے فرمایا تو دنیا حاصل کرنے میں جس قدر کوشش کرتا ہے آخرت حاصل کرنے کی اس سے بڑھ کر کوشش کر۔ کیونکہ یہاں تو تھوڑے عرصہ تک رہے گا لیکن وہاں

کا قیام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگا۔ چنانچہ مناسب یہی ہے کہ جہاں تجھے ہمیشہ رہنا ہے اس کے لیے زیادہ اہتمام کرے۔ آپ نے فرمایا میں جب کپڑے دھوتا ہوں تو مجھے خیال آتا ہے کہ اسی طرح دل کو بھی نل نل کر دھوؤں تاکہ آلائش دنیا اور خواہش گناہ سے پاک ہو جائے۔

۱۲۶۔ گانے بجانے سے توبہ کرنا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کشتی میں سفر کر رہے تھے اور اس میں لوگوں کا ایک ایسا گروہ تھا جو گانے بجانے اور فحش گوئی میں مشغول تھا۔ مریدوں نے عرض کیا۔ یا حضرت! دعا فرمائیے کہ یہ لوگ غرق ہو جائیں۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ الہی میں دعا کی۔ الہی! جس طرح تو نے ان کو یہاں بے غم اور خوش حال رکھا ہے۔ اسی طرح ان کی عاقبت بھی خوش حال کر دے۔ ان لوگوں نے جب یہ سنا تو سامانِ تعیش دریا میں پھینک دیا اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔ آپ نے فرمایا: کسی کی بُرائی نہیں چاہیے کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تو دنیا میں کسی کے ساتھ بُرائی نہ کر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تیرے ساتھ بھلائی کریں گے۔ میں نے بھی ان کی بُرائی نہ چاہی اس لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میرے ساتھ بھلائی کریں گے۔

۱۲۷۔ رحمتِ باری بہانہ می جوید

ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسے جنگل میں سے گزرے جو برف سے پُر تھا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک آتش پرست چینا بکھیر رہا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ تو کس لیے کر رہا ہے؟ اُس نے کہا۔ آج برف کے

سبب سے پرندوں کو دانہ میسر نہ آسکے گا اس لیے یہ چینا بکھیر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق بھوکی نہ رہے شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس کا بہتر پھل عطا کرے۔ آپ نے فرمایا بیگانہ کا دانہ وہاں قبول نہیں۔ اس نے جواب دیا قبول کرے یا نہ کرے دیکھ تو رہا ہے کہ ان کی مخلوق کے لیے شفقت رکھتا ہوں۔ اس کا دیکھنا ہی میرے لیے کافی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں حج کو گیا تو اس کو عاشقوں کی طرح طوافِ کعبہ کرتے ہوئے پایا دیکھ کر وہ شخص کہنے لگا یا ابو الفیض آپ نے دیکھا کہ ان کا دیکھنا ہی میرے لیے کافی ہوا۔ وہ بیچ جو میں نے ان کی رضا کے لیے بکھیرے تھے بار آور ہوئے اور رنگ لائے۔ انہوں نے مجھے اپنی طرف راہ دی اور اپنے گھر لے آئے یہ سن کر مجھے جوش آگیا اور میرے منہ سے بے اختیار نکل پڑا۔ الہی! تو بھی کیسا ارزاں فروش ہے۔ مٹھی بھر چینا کے عوض ایسے آدمی کو کہ جس نے چالیس برس تک آگ کو پوجتا رہا ہو اپنی طرف راہ دیتے ہیں ہماری محنت و مشقت کی کیا قیمت؟ آواز آئی! اللہ تعالیٰ جسے بلاتا ہے کمی بیشی کو نہیں دیکھتا بلکہ نیت اور اخلاص کو دیکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے اُسے اپنے فضل و کرم سے راہ دیتا ہے اس کی محنت و مشقت کو نہیں دیکھتا اپنی منشا پر سب کچھ کرتا ہے۔

۱۲۸۔ پرندوں کا جنازہ پر سایہ کرنا

حضرت ذوالنون مسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب انتقال ہوا اور لوگ آپ کو قبرستان کی طرف لے کر گئے تو اس وقت دھوپ بہت تیز تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ پرندے آپ کے جنازہ پر سایہ کیے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔

۱۲۹۔ پانی کا استقبال کرنا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن دریا پار کرنے کے لیے

دجلہ پر پہنچے تو پانی جوش مار کر آپ کے استقبال کے لیے بڑھا۔ آپ نے فرمایا اے دجلہ میں تیرے استقبال سے مغرور نہ ہو گا کیونکہ ایک پیسہ دے کر تجھ سے پار ہو سکتا ہوں لیکن اپنے تیس برس کی کمائی اس ذرا سے جوش و خروش سے خوش ہو کر برباد نہ کروں گا۔ مجھے کرامت کی ضرورت نہیں کریم کی ضرورت ہے۔

۱۳۰۔ حضرت بایزید بسطامی اور تکمیلِ حال

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تکمیلِ حال کے بعد واپس تشریف لائے تو گھر کا دروازہ بند تھا۔ اندر سے والدہ محترمہ کی آواز سنی آپ دعا مانگ رہی تھیں کہ الہی میرے اس مسافر کو اچھے حال میں رکھیو اور بزرگوں کا دل اس سے راضی کیجیو۔ آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ والدہ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا۔ آپ کا وہی مسافر۔ والدہ نے دروازہ کھولا اور گلے سے لگا کر فرمایا۔ بیٹا! تیری جدائی میں میری آنکھیں تیری صورت کو ترس گئیں اور مگر جبک گئی خدا کا شکر ہے کہ تو آ گیا۔

۱۳۱۔ والدہ کی دعا کا اثر

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک رات سوتے میں میری والدہ نے پانی مانگا۔ میں اُٹھا برتن کو دیکھا تو خالی تھا، اسی وقت نہر سے جا کر پانی لایا۔ اتنے میں والدہ سو گئی تھیں۔ میں پانی کا پیالہ لیے کھڑا رہا۔ سحری کے وقت بیدار ہوئیں اور پانی پی کر مجھے دعا دی۔ میں اُسی وقت والدہ کی دعا سے مالا مال ہو گیا۔ (بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ والدہ کی دعا ایک ولی اللہ کی دعا سے بھی زیادہ اثر رکھتی ہے)۔

۱۲۲۔ ولایت کا حصول

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ نے ایک رات سوتے میں فرمایا کہ ایک کیواڑ کھول دے۔ پھر آپ سو گئیں۔ میں کیواڑ کے پاس صبح تک اسی خیال میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم کون سا کیواڑ کھولنے کا حکم دیا ہے ایسا نہ ہو کہ میں دایاں کھول دوں اور آپ نے بایاں کہا ہو۔ صبح ہوئی تو میں نے وہ چیز جو کہ جنگل کے اندھیروں میں تلاش کرتا تھا۔ دروازہ کی چوکھٹ میں ہی پالی۔

۱۲۳۔ شریعت اصل اور طریقت فرع

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید نے کہا کہ فلاں جگہ ایک بزرگ ہیں جو قابل زیارت ہیں۔ آپ تمام مریدوں کے ہمراہ اس کی طرف چل پڑے۔ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ قبلہ رخ بیٹھا ہوا ہے اور اسی جانب تھوکتا ہے۔ آپ یہ دیکھ کر بغیر ملاقات کیے واپس تشریف لے آئے۔ مریدوں نے اُٹے پاؤں واپسی کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اگر طریقت میں صحیح ہوتا تو شریعت کے خلاف نہ کرتا۔ جب اس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تو میں نے جان لیا کہ یہ مرد وہ ہے اس لیے ایسے شخص کی ملاقات کہ جو شریعت کا عامل نہ ہو سراسر گمراہی کا موجب ہوتی ہے۔

۱۲۴۔ کتے کا زبان حال سے عرض کرنا

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فرزندوں کیساتھ

ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے یہ ایک کتا آتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ واپس لوٹ آئے اور کتے کے لیے راستہ خالی کر دیا۔ آپ واپس لوٹ آئے اور کتے کے لیے راستہ خالی کر دیا۔ کسی مرید کے دل میں یہ بات آئی کہ اگر کتے کو دوڑا دیتے تو سب کو لوٹنے کی تکلیف نہ ہوتی۔ آپ نے اس کا خطرہ جان لیا اور فرمایا۔ اے عزیز! کتے نے مجھے نہ بان حال سے کہا کہ آپ بتائیں روزِ ازل میں مجھ سے کیا گناہ ہوا کہ مجھے ذلیل و ناپاک کتا بنایا اور آپ میں کیا خوبی دیکھی کہ آپ کو سلطان العارفین کر دیا۔ میرے علم میں اس کا کوئی جواب نہ آیا صرف یہی خیال آیا کہ محض اس کا فضل ہے ورنہ تخلیق کے لحاظ سے تو اس کی سبب مخلوق برابر ہے۔ پس میں نے اس کے لیے جگہ خالی کر دی اور واپس لوٹ آیا۔

۱۳۵۔ کتے سے ولایت کا حصول

ایک دفعہ ایک کتا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب سے گزرا۔ آپ نے اپنا دامن سمیٹا تا کہ کتے سے نہ لگے۔ یہ دیکھ کر کتے نے زباں حال سے کہا۔ اے بایزید! میرا بدن خشک ہے کپڑا اس کے ساتھ لگنے سے پلید نہ ہوگا اور اگر میرا بدن تر بھی ہو تو تھوڑے پانی سے پاک ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ سخوت جو آپ کے دل میں پیدا ہوئی ہے اس کی سیاہی تو سات دریاؤں کے پانی سے بھی دُور نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا تو نے درست کہا۔ میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ کتے نے کہا آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے کیونکہ میں مردودِ خلالتی ہوں جو مجھے دیکھتا ہے اینٹ پتھر مارتا ہے مگر آپ مقبولِ خلالتی ہیں جو آپ سے ملتے ہیں

یا سلطان العارفين اور یا سیدی کہہ کر خطاب کرتا ہے، نیز میں تو کل کے لیے ہڈی بھی نہیں رکھتا مگر آپ گیہوں کے مثلے بھر بھر کر ہینوں کے لیے رکھتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر بہت محبوب ہوا اور نفس سے کہا۔ سن لے! تجھے ایک کتابھی اپنی رفاقت میں قبول نہیں کرتا۔ مگر وہ کس بات پر ہے اللہ تجھے کس طرح قبول کریں گے۔

۱۳۶۔ قربِ خداوندی کا حصول

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے چالیس سال ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہوئے گزر گئے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ درمیان سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ میں نے نہایت عجز و انکساری سے عرض کیا۔ الہی! مجھے اپنی طرف راہ دیجئے۔ خطاب ہوا کہ تیرے پاس اسبابِ دنیا یعنی ایک پھٹا پرانا پوستین اور ایک ٹوٹا ہوا ٹوٹا موجود ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے تو ہمارے اوپر کس طرح بوجھ ڈال سکتا ہے؟ میں نے دونوں پھینک دیئے اور پھر ایک آواز سنی۔ کہنے والا کہتا ہے۔ اے بایزید! ان دعویٰ کرنے والوں کو کہہ دیجئے کہ بایزید چالیس سال محنت و عبادت کرنے کے باوجود ایک پوستین اور ٹوٹے ہوئے بچھونے کی وجہ سے داخلِ دربار نہ ہو سکا۔ جب تک کہ انہیں پھینک نہ دیا۔ تم نے جو گھر کے گھر مختلف قسم کے سامان سے بھر رکھے ہیں اور ہماری راہ کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے دانہ و جال بنا رکھا ہے۔ ہمارا قرب کس طرح حاصل کر سکتے ہو۔

۱۳۷۔ بھوک اور سنت رسول اللہ

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا اور آپ سے کہا گیا۔ اے بایزید! کوئی ایسی چیز لاجو ہمارے پاس نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ الہی! وہ چیز کونسی ہے جو آپ کے پاس نہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ عجز و انکساری اور ٹوٹا ہوا دل لا۔ کیونکہ یہ ہمیں بہت پسند ہے۔ کسی نے آپ سے پوچھا۔ آپ بھوکا رہنا کیوں پسند کرتے ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اکثر بھوکے رہتے تھے۔ اگر فرعون بھی بھوکا رہتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ بھوکا رہنا سنت رسول اللہ ہے اور پیٹ بھرنا صفت فرعون ہے۔

۱۳۸۔ بایزید ہمارا دوست ہے

ایک دن حضرت فاطمہ خضرویہ جو حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی ہیں حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر زیارت کے لیے گئیں جب فارغ ہوئیں تو پاس بیٹھنے والوں سے کہا کہ تم جانتے ہو بایزید کون ہیں؟ سب نے کہا آپ بہتر جانتی ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ ایک رات میں خانہ کعبہ کے طواف میں تھی تنہا کر بیٹھ گئی اور دیکھا کہ مجھے آسمانوں پر زیر عرش لے گئے ہیں۔ عرش کے نیچے ایک وسیع میدان ہے جس میں سنبل و ریحان کے پھول کھلے ہوئے ہیں اور عجب یہ کہ ہر پتی پر ”بایزید ہمارا دوست“ لکھا ہوا ہے۔

۱۳۹۔ درجہ ولایت کا حصول

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شروع شروع میں تجارت اور دکان کرتے تھے۔ آپ نے دکان کے اندر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس کے پیچھے نفل پڑھتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک یتیم لڑکے کو ساتھ لائے اور کہنے لگے کہ اسے کپڑے پہنادو۔ آپ نے اسے کپڑے پہنادیئے۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور آپ کے حق میں دُعا کی جس کی برکت سے آپ درجہ ولایت کو پہنچے۔ اور پھر آپ دکان وغیرہ چھوڑ کر عبادتِ الہی میں مشغول ہو گئے۔

۱۴۰۔ سب سے بڑی کرامت

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کچھ عرصہ رہا اور پھر واپس جانے کے لیے اجازت طلب کی۔ آپ نے پوچھا کیوں جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ بہت بڑے صاحبِ کرامت ہیں لیکن میں اتنی مدت تک آپ کی خدمت میں رہا مگر کوئی کرامت نہ دیکھی اس لیے واپس جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اس تمام عرصہ میں تو نے میرا کوئی کام شریعت کے خلاف بھی دیکھا۔ اس نے کہا نہیں دیکھا۔ ہر کام میں آپ کو شریعت کے تابع پایا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بس یہی میری کرامت ہے۔ اب اگر جانا چاہے تو چلا جا اور اگر رہنا چاہے تو رہ تیری مرضی۔ (امور شریعت کا تابع ہونا بھی بہت بڑی کرامت ہے)۔

۱۲۱۔ نظرِ شہوت کا علم

حضرت عبد اللہ جبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک دن ایک یہودی نوجوان کو دیکھا جو بہت ہی حسین تھا۔ اتنے میں حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے گزرے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت! کیا ایسی پیاری صورت بھی دوزخ میں جلیے گی۔ آپ نے فرمایا تو شہوت کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ اگر نظرِ عبرت سے دیکھتا تو اٹھارہ ہزار عالم میں اس سے بڑھ کر عجائبات ہیں۔ قریب ہے کہ تو اس کی سزا پائے۔ آپ کا وہاں سے جانا ہی تھا کہ مجھے قرآن بھول گیا۔ پھر میں کئی برس تک روتا رہا۔ ہر وقت روزناری اور استغفار کرتے رہنے سے پہلے کی طرح قرآن مجید حفظ ہوا۔ اب کبھی بھی کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھا اس لیے کہ پہلے کی طرح پھرنا اس و باء میں گرفتار ہو جاؤ۔

۱۲۲۔ شیطانی جال

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید کو یہ سوچھی کہ وہ کامل ہو گیا ہے۔ اُسے ہر رات ایسے دکھائی دیتا ہے کہ فرشتے اُسے سواری پر بٹھا کر جنت کی سیر کراتے اور طرح طرح کے میوے کھلاتے ہیں۔ آپ اس کے پاس گئے دیکھا کہ بڑے مٹھا مٹھے سے بیٹھا ہے۔ آپ نے کیفیت پوچھی تو اس نے بڑے فخر سے اپنے بلند مقام اور بہشت کی سیر کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا آج جب بہشت میں جاؤ تو میوے کھانے سے پہلے لاجول و لا قوۃ پڑھنا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ حسبِ معمول جب وہ بہشت میں پہنچا

تو آپ کا فرمان یاد آگیا تو اُس نے لاجول ولاقوة الا باللہ پڑھا۔ یہ ابھی پڑھا ہی تھا کہ اُس نے ایک شیخ سُنی اور بہشت کو آن واحد میں آنکھوں سے غائب دیکھا اور اپنے آپ کو ایک گندی جگہ پر بیٹھے ہوئے پایا۔ مردوں کی ہڈیوں کو اپنے سامنے پڑے دیکھا۔ جان لیا کہ یہ ایک شیطانی جال تھا اور وہ اس جال میں گرفتار تھا۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی۔

۱۲۳۔ حضرت جنید کا وعظ کہنا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب علم شریعت کو مکمل کر لیا تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے جنید! اب تجھے وعظ کہنا چاہیے تاکہ خلق خدا ہدایت پائے۔ یہ سن کر آپ خاموش رہے۔ آپ متردد تھے کہ شیخ کے ہوتے ہوئے آپ کا وعظ کہنا ادب کے خلاف تھا۔ آخر آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنید! لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کر۔ آپ نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت سری سقطی کو دروازہ پر کھڑا پایا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا کہنا تو نہ مانا اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان سے کس طرح گریز کرو گے؟ اس کے بعد آپ نے وعظ کہنا شروع کر دیا۔

۱۲۴۔ مردہ جسم کا دیکھنا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز ایک شخص نے مسجد میں لوگوں سے کچھ مانگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ تندرست اور جوان تھا۔ مجھے خیال آیا کہ یہ مزدوری کر سکتا ہے اسے سوال نہ کرنا چاہیے میں نے خواب

میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا طباق میرے سامنے رکھ دیا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ ٹھکانا اٹھائیے اور اس میں سے کھائیے۔ جب میں نے طباق سے ٹھکانا اٹھایا تو یہ دیکھ کر میری حیرانی کی حد نہ رہی کہ اس میں اس مرد کا مردہ جسم پڑا تھا جسے میں نے مسجد میں مانگتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں ڈر گیا اور بولا کبھی مرد بھی کھایا جاسکتا ہے۔ آواز آئی مسجد میں تو کھاتا تھا یہاں کیوں نہیں کھاتا؟ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور گھر سے نکلا تاکہ اُس آدمی کو تلاش کروں اور اس سے معافی مانگوں۔ وہ وجہ کے کنارے پر گیا۔ وہاں دریا کے کنارے کنارے ساگ پات کے ٹکڑے اٹھا کر کھا رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا۔ ہاں اب تو نے توبہ کی اب جا اللہ تجھے معاف کرے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ ط اور کہا

خبردار آئندہ دل کو نگاہ رکھنا۔

۱۲۵۔ نفل تہجد کا وسیلہ نجات بننا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو انتقال کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا۔ کیا حال ہوا۔ فرمایا میرے تمام اعمال اور ریاضتیں پیش کیے گئے تو سب میں نقص نکلا۔ تمام اُٹھتے ہوئے نظر آئے اور آخر وہ دو نفل کام آئے جو میں آدھی رات کو اُٹھ کر پڑھا کرتا تھا صرف انہیں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی۔

۱۲۶۔ ولایت کی خبر ولایت سے پہلے دینا

حضرت ابیزید بطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوالحسن خسر قانی

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولایت کی خبر آپ کی ولادت سے پہلے ہی دے دی تھی۔ کیونکہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال وہستان کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ وہاں شہداء کی قبریں ہیں۔ ایک دفعہ جب قریہ خرقان کے قریب پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور لمبے لمبے سانس لینے لگے جیسا کہ کوئی خوشبو سونگھتا ہے۔ مریدین نے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہاں خوشبو کا کوئی درخت نہیں نظر آتا۔ فرمایا تجھے معلوم نہیں مجھے اس قریہ سے ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے جو میرے بعد یہاں پیدا ہوگا اور مجھ سے تین درجہ بڑھ جائے گا۔ کھیتی باڑی کا کام کرے گا۔ بیوی بچوں کا بوجھ اٹھائے گا۔ اور ریاضت و عبادت میں اکمل و مکمل ہوگا۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے چالیس سال بعد آپ پیدا ہوئے اور ان درجات کو پہنچے جو آپ نے بیان فرمائے تھے۔

۱۲۶۔ قبر کا تیس گز گہرا کھودنا

جب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علوم شرعیہ سے فارغ ہوئے تو ہر رات عشاء کی نماز کے بعد آپ حصول فیض روحانی کے لیے خرقان سے بسطام کی طرف چلتے اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر پہنچتے اور وہاں بڑے ادب سے کھڑے ہو جاتے اور یہ مناجات کہتے:

”اللہ جو کرم تو نے بایزید پر کیا اور وہ خلعت جو تو نے اُن کو

بخشی اس کا تھوڑا سا حصہ مجھے بھی نصیب کر۔“

پھر آپ اٹھے پاؤں واپس آتے اور یہ سلسلہ بیس سال تک قائم

رہا۔ ادب کا یہ حال تھا کہ جب حضرت ابوالحسن کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی میری قبر تیس گز گہری کھودنا کیونکہ خرقان کی زمین بسطام کی زمین سے تیس گز اونچی تھی۔ اور یہ بہت بڑی بے ادبی ہے کہ میری قبر حضرت بایزید کی قبر سے اونچی ہو۔

۱۴۸۔ اشرفیوں کا نذرانہ

ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی خرقان کے قریب سے گزرے اور وہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا بہت شوق رکھتے تھے۔ پہلے خادم کو آپ کی خدمت میں بھیجا تا کہ آپ کو یہ بتائے کہ محمود آپ کی ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ تشریف لے آئیں تو بہتر ورنہ قرآن پاک کی یہ آیت پڑھنا **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اس کی جو تم میں سے صاحب امر ہو۔ خادم نے آپ کو جا کر محمود کی ملاقات کا پیغام دیا لیکن آپ نے فرمایا۔ مجھے معاف رکھا جائے۔ پھر خادم نے یہ آیت پڑھی جس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ بھائی میں ابھی **أَطِيعُوا اللَّهَ** میں ہی مستغرق ہوں اور **أَطِيعُوا الرَّسُولَ** سے ابھی شرمندہ ہوں **أُولِي الْأَمْرِ** کا مقام اس کے بعد ہے۔ پہلے ان دونوں سے توفارغ ہو لوں۔ پھر تیسرے مقام کی طرف قدم اٹھاؤں گا۔ خادم نے واپس آ کر تمام قصہ محمود کے ہاں بیان کیا۔ محمود کا دل بہت بے قرار تھا۔ کہنے لگا۔ اچھا! میں خود چلتا ہوں لیکن چلتے وقت ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور اس کا خود پہنا اور دس لوٹریوں کو مردانہ لباس پہنا کر ساتھ لیا۔ جب آپ کے پاس پہنچ گیا تو آپ

تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہوئے یا ز جو شاہی لباس پہنے ہوئے تھا آگے بڑھا سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا لیکن مخاطب محمود سے ہی ہوئے اور مصافحہ بھی محمود سے ہی کیا۔ محمود نے کہا۔ آپ نے مسلمانوں کے بادشاہ کی تعظیم نہیں کی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سب جال ہے۔ محمود نے کہا۔ تو آپ کب ایسے پرندے ہیں جو اس جال میں پھنس جائیں گے۔ آپ نے محمود کا ہاتھ پکڑ کر کہا آگے آؤ اور ان نامحرم لونڈیوں کو باہر بھیج دو۔ وہ باہر نکل آئیں تو محمود نے عرض کیا۔ آپ حضرت بایزید کی کوئی بات سنائیے۔ آپ نے فرمایا حضرت بایزید نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا بد بختی سے محفوظ رہا۔ محمود نے کہا۔ کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ان کا درجہ بلند تھا جو یہ کہا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابو جہل نے دیکھا مگر بد بخت رہا۔ آپ نے فرمایا۔ محمود ادب محفوظ رکھو۔ ابو جہل نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دیکھا تھا بلکہ اپنے بھتیجے محمد ابن عبد اللہ کو دیکھا تھا۔ قرآن اس کی شہادت دیتا ہے تَدَاهُمُ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يَنْظُرُونَ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بجز صحابہ کرام کے کسی نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے لیے رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا كَمَا هِيَ۔ محمود نے کہا۔ آپ سچ فرماتے ہیں کوئی نصیحت بھی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ چار چیزوں کا خیال رکھو۔

۱۔ نماز باجماعت ادا کرو۔

۲۔ ممنوعات سے پرہیز کرو۔

۳۔ سخاوت دل کھول کر کرو۔

۴۔ مخلوق خدا سے شفقت کرو۔

محمود نے یہ تسلیم کیا اور کہا میرے لیے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں

میں تو ہر نماز میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سے دعا کرتا ہوں۔ محمود نے کہا خاص کر میرے لیے دعا کیجئے۔ فرمایا۔ محمود! خدا تیری غائبت محمود کرے۔ محمود نے اشرفیوں کی تھیلی نذر کی۔ آپ نے ایک سوکھا ٹکڑا ادوی کا پیش کیا اور کہا کہ کھائیے۔ محمود نے منہ میں ڈالا اور دیر تک چباتا رہا۔ مگر نوالہ حلق سے اندر نہ اُترا۔ آپ نے فرمایا شاید حلق میں انکتاب ہے۔ محمود نے کہا۔ ہاں بیشک۔ آپ نے فرمایا۔ اسی طرح یہ اشرفیوں کا توڑا بھی میرے حلق میں اُٹکتا ہے۔ اسے اُٹھالے اور حق داروں کو عطا کر۔ میں خود ہل چلاتا ہوں۔ محمود نے ہر چند اصرار کیا لیکن آپ نے نہ لیا۔ پھر محمود نے عرض کیا کہ کوئی چیز برکت کے لیے عطا فرمائیں۔ آپ نے پیرہن عطا کیا اور جاتے وقت محمود نے کہا مکان تو بہت عمدہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اتنی سلطنت کے ہوتے ہوئے بھی فقیر کی جھونپڑی پر نظر رکھتے ہو۔ یہ سن کر محمود نے معذرت چاہی۔ جب وہ جانے کے لیے اُٹھا تو آپ بھی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ محمود نے کہا جب میں آیا تو آپ نے تعظیم نہ کی اب جاتا ہوں تو تعظیم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو آیا تھا تو بادشاہی کا غرور اور میرے امتحان کا عزم دل میں رکھتا تھا لیکن اب جاتے وقت انکساری اور رویشی کی دولت اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔ پس تیری وہ پہلی حالت خدا کے نزدیک عزت کی مستحق نہ تھی لہذا میں نے تعظیم نہ کی اور تیری یہ کیفیت خدا کو پسند ہے اس لیے میں تعظیم کرتا ہوں۔

۱۲۹۔ سومنات کے حملہ کی کامیابی کا سبب

سلطان محمود غزنوی نے جب سومنات پر حملہ کیا تو چاروں طرف کے

ہندو راجے اور ہمارا راجے بھاری فوجیں لے کر جمع ہو گئے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی کفار کا لشکر بے شمار تھا اور کسی طرح مغلوب نہ ہوتا تھا۔ اس حالت میں محمود گھوڑے سے اتر اور وہ پیر بہن جو حضرت ابوالحسن سے تبرکاً ساتھ لایا تھا آگے رکھا اور سر بسجود ہو کر یہ دعا کی :

”الہی ہم ناتواں مسافر ہیں اس خرقہ درویش کا صدقہ ہمیں فتح عطا فرما۔“
دعا مستجاب ہوئی اور کفار کا لشکر بھاگ گیا اور محمود فتح یاب ہوا۔ محمود نے رات کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے۔ اے محمود! ذرا سے کام کے لیے میرا پیر بہن پیش کر دیا۔ اے نادان! اگر تو یہ کہتا کہ الہی اس خرقہ کی برکت سے یہ سب کافر مسلمان کر دے تو اللہ ان سب کو مسلمان بنا دیتا۔

۱۵۔ قبر سے حیا داری

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر کھڑے تھے کہ کسی نے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ خاموش رہے۔ اُس نے عرض کیا۔ آپ جواب کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا صاحب قبر سے حیا آتی ہے ان کے سامنے جواب کیسے دوں۔

۱۵۔ بوسہ نبوت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہوئے اور شبلی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ حضرت جنید جب نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت شبلی سے پوچھا کہ تو کون سا خاص عمل کرتا ہے کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری پیشانی

چومنے ہوئے دیکھا ہے؟ عرض کیا۔ میں مغرب کی نماز کے بعد دو نفل پڑھتا ہوں جن میں سورہ فاتحہ کے بعد ازراہ محبت یہ آیت پڑھتا ہوں لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ آپ نے فرمایا اسے جاری رکھ یہ تیری قبولیت کا موجب ہے۔

۱۵۲۔ دوست کا پھول مارنا پتھر کے برابر ہے

حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک دفعہ سنگبار کیا جا رہا تھا تو حضرت شبلی نے بھی ذرا سا پتھر اٹھا کر آپ کو مارا۔ آپ نے آہ کی تو لوگوں نے کہا کہ بڑے بڑے پتھر مارنے پر تو آپ نے آہ نہیں کی لیکن اس ذرا سی کنکر مارنے پر درد محسوس کی۔ فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ مجھے نہیں مارنا چاہیے لیکن شبلی تو جانتا ہے۔ اس لیے دوست کا چھوٹا سا پتھر موجب درد ہوا۔

۱۵۳۔ با وضو رہنا بھی عبادت ہے

حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے۔ فرمایا جب میں جہان فانی سے رخصت ہوا تو اس وقت میرا وضو بھی درست تھا۔ اس آخری طہارت کے موجب مجھے ایسے مقام میں اتارا گیا جو بہشت کے سب درجوں سے اعلیٰ تھا۔ اور ہر عبادت کا ثواب مجھے زیادہ دیا گیا کہ یہ تمہاری وقتِ آخر کی پاکیزگی کا ثمرہ ہے۔

۱۵۴۔ ایک منحنث کا جنازہ

حضرت ابوعلی محمد بن عبد الوہاب ثقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ایک جنازہ جاتے ہوئے دیکھا اُسے تین طرف سے مردوں اور ایک طرف سے ایک عورت نے اٹھایا ہوا تھا۔ پانچواں آدمی کوئی ساتھی نہ تھا۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ عورت سے جنازہ لے لیا۔ قبرستان پہنچ کر جنازہ پڑھا اور میت کو دفن کیا۔ میں نے پوچھا کیا تمہارے محلہ میں کوئی اور مرد نہ تھا جو ساتھ نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ میت خسره کی تھی۔ لوگ اسے حقیر سمجھ کر ساتھ آئے۔ مجھے یہ سن کر رحم آیا اور میں نے چند درہم انھیں دے دیئے تاکہ کسی کام میں صرف کریں۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع و عریض باغ میں زہدیں تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک خوبصورت نوجوان جس کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔ زہدیں لباس پہنے ہوئے ہے۔ اُس نے مجھے دیکھا اور مسکرا کر بولا میں وہی خسره ہوں جس کا آپ نے آج جنازہ پڑھا۔ لوگوں نے مجھے حقیر سمجھ کر میری میت کا ساتھ نہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے میری بے کسی پر رحم فرمایا اور میری دولت کو عزت میں تبدیل کر دیا اور یہ درجہ عطا فرمایا۔

۱۵۵۔ چالیس چہراغوں کا روشن کرنا

ایک دن حضرت ابو حفص حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نہان ہوئے۔ حضرت شبلی نے آپ کو طرح طرح کے کھانے کھلائے۔ جب آپ رخصت ہونے لگے تو فرمایا اے شبلی! اگر تو نیشاپور میرے پاس آئے تو

تجھے جو امر دی سکھاؤں۔ انہوں نے کہا حضرت مجھ سے کون سی غلطی ہوئی جس کی وجہ سے آپ ناراض ہو گئے۔ فرمایا تو نے تکلف کیا اور تکلف کرنے والے کو جو اں مرد نہیں کہنا چاہیے۔ مہمان کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ اس کا رہنا بوجھ محسوس نہ ہو اور اس کا چلا جانا بھی موجب راحت نہ ہو۔ جب حضرت شبلی آپ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ چالیس درویش اور بھی تھے وہاں ایک چراغ جل رہا تھا۔ آپ نے خادم کو کہا کہ چالیس چراغ اور روشن کر دیے۔ حضرت شبلی نے کہا کہ آپ نے تو یہ نہیں فرمایا تھا کہ تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے کون سا تکلف کیا؟ شبلی نے کہا کہ یہ تکلف نہیں کہ چالیس چراغ اور روشن کر دیئے۔ آپ اٹھے اور بہت کوشش کی کہ تمام چراغ بجھ جائیں مگر صرف ایک ہی چراغ بجھا اور باقی انیس بدستور روشن رہے۔ اور آپ انھیں کسی طرح بھی نہ بجھا سکے۔ حضرت شبلی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ آپ چالیس آدمی خدا کے بھجے ہوئے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مہمان فرستادہ خدا ہوتا ہے اس لیے میں نے ہر ایک کے لیے ایک چراغ روشن کیا تھا وہ اس لیے نہ بجھ سکے لیکن جو چراغ اپنے لیے روشن کیا تھا وہ بجھ گیا میں نے جو کچھ کیا صرف خدا کے لیے کیا اس لیے یہ تکلف نہیں۔

۱۵۶۔ عزرائیل کا خوش آمدید کہنا

حضرت ابوالحسن خیر الساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو نماز کا بھی وقت ہو گیا۔ عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے سر اٹھا کر خوش آمدید کہا اور فرمایا۔ اللہ آپ کو معاف کرے فوراً ٹھہریئے

آپ اور میں دونوں خدا کے بندے ہیں۔ آپ کو جو حکم ہوا ہے وہ کسی طرح بھی
 طل نہیں سکتا لیکن جو مجھے حکم ہے اس کا وقت فوت ہوا جاتا ہے۔ ذرا ٹھہریے
 تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔ پہلے تو میری طرف سے تعمیل ہو جائے پھر آپ کر لیں۔
 چنانچہ آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز
 کر گئی۔

۱۵۷۔ توکل علی اللہ کیا ہے؟

ایک دن حضرت عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنگل میں جا رہے تھے
 کہ آپ کو پیاس لگ گئی۔ رستی اور ڈول آپ کے پاس ہی تھا۔ قریب ہی
 ایک چشمہ نظر آیا جہاں ہرن پانی پی رہا تھا۔ آپ چشمہ کے قریب ہی گئے
 تھے کہ ہرن بھاگ گیا اور چشمہ کا پانی بھی نیچے اتر گیا۔ آپ نے تعجب سے
 کہا۔ الہی عبد اللہ ہرن جیسا بھی نہیں ہے۔ ہرن کے لیے تو پانی اوپر رہا
 اور میرے لیے نیچے اتر گیا۔ آواز آئی۔ اے عبد اللہ تیرے پاس رسی اور
 ڈول موجود ہے لیکن ہرن صرف میرے بھروسہ پر ہی تھا۔ یہ سن کر آپ پر حال
 کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ نے غصہ میں آکر رستی اور ڈول پھینک دیا اور
 آگے کی راہ لی۔ پھر آواز آئی۔ اے عبد اللہ ہم تیری اصلاح چاہتے تھے۔
 واپس جا کر پانی پی لے آپ واپس ہوئے تو چشمہ کو پانی سے بھرا پایا۔
 آپ نے پانی پیا اور وضو کیا اور پھر سفر کی تیاری کی۔ آپ کو مدینہ منورہ پیاس
 کی حاجت ہوئی۔ حج کے بعد جب آپ حضرت جنید کی خدمت میں حاضر
 ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اے خفیف اگر تو صبر کرتا اور وہیں کھڑا رہتا تو
 پانی تیرے قدموں کے نیچے سے نکلتا۔

۱۵۸۔ بچے کا شفاعت کرنا

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خادم سے کہا کہ مجھے نکاح کی حاجت ہے کوئی نیک عورت لاؤ تاکہ میں نکاح کر لوں خادم نے حکم کی تعمیل کی اور آپ نے نکاح کیا۔ آپ کو خدا نے ایک خوبصورت لڑکا عطا کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ فوت ہو گیا تو آپ نے بیوی سے فرمایا اب چاہو تو طلاق لے لو۔ اگر رہنا چاہو تو رہو مگر مجھے خواہش نہ ہو گی۔ بیوی نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ قیامت برپا ہے بے شمار خلق غرقِ گناہ ہے ناگاہ ایک لڑکا آیا اور اُس نے ہجوم میں سے اپنے ماں باپ کو پکڑا اور پل صراط سے گزر کر بہشت میں لے گیا۔ پس نے سمجھا کہ اس معصوم کی شفاعت سے اس کے ماں باپ بخشے گئے۔ اسی سبب سے میں نے نکاح کیا تھا۔

۱۵۹۔ یہودی کا قبولِ اسلام

ایک مرتبہ بغداد کے بازار میں آگ لگ گئی اور بہت سے مکانات جل گئے۔ ایک یہودی کا مکان گرنے سے یہودی کے دو غلام بچے آگئے۔ یہودی رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جو کوئی ان کو باہر نکال لائے جو مانگے سو دوں گا۔ لیکن کسی کو آگ میں جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ حضرت نوری کا اس طرف سے گزر ہوا۔ یہودی کے رونے پینے کی آواز سنی تو بسم اللہ کہہ کر جلتے ہوئے مکان میں داخل ہو گئے اور ان رومی غلاموں کو بحفاظت نکال لائے۔ یہودی آپ کا شکر گزار ہوا اور اس کے صلہ میں اشرفیوں کی ایک تعمیلی پیش کی۔ آپ نے

نے فرمایا۔ اسے اٹھا لو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر جس نے ہمیں کسی سے نہ لینے کے سبب یہ قوت عطا فرمائی۔ یہودی یہ کلمات سن کر مسلمان ہو گیا۔

۱۶۰۔ خلیفہ کے محل کا تباہ ہونا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن خلیفہ وقت نے نماز پڑھتے ہوئے اپنی وارطھی پر ہاتھ پھیرا۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ایسی نماز گیند کی طرح منہ پر ماری جائے گی۔ نماز کے بعد خلیفہ نے کہا۔ آپ ذرا آہستہ سے کہتے تاکہ میری سبکی نہ ہوتی۔ آپ نے فرمایا۔ میں اگر ایسی ضروری بات سے چپ رہوں تو میرا بول خون ہو جائے۔ خلیفہ یہ سن کر اور بھی ناراض ہو گیا۔ آپ کو فوراً سولی کا حکم دے دیا۔ جس روز آپ کو سولی دیا جانا مقرر تھا۔ آپ ایک بزرگ کی گود میں بے غم ہو کر لیٹے ہوئے تھے قریب ہی مزید افسوس اور رنج کا اظہار کر رہے تھے۔ آپ نے ان کی باتیں سنیں اور فرمایا مجھے اپنی جان سے اتنا تعلق نہیں کہ افسوس کروں۔ ہاں اگر اللہ کے احکام پہنچانے میں کوتاہی کروں تو بے شک افسوس ہوتا۔ پھر آپ نے کہا۔ الہی ان ظالموں کو پکڑ! اتنا کہنا تھا کہ وہ محل جس میں خلیفہ مع امراء کے بیٹھا ہوا تھا گر پڑا۔ اور وہ سب دب کر مر گئے۔ کسی نے کہا کہ ہم نے اپنی جلدی کسی کی دعا قبول ہوتے نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے بھی کبھی اس کے احکام پہنچانے میں دیر نہیں کی۔

۱۶۱۔ عیسیٰ کی میں سلامتی ہے

ایک دن حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ وہاں حضرت

ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف لے آئے اور آپ نے ایک طرف کھڑے ہو کر فرمایا۔ السلام علیکم یا ابا بکر۔ حضرت شبلی نے کہا وعلیکم السلام یا امیر القلوب۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے عالم سے راضی نہیں ہوتا جس کا عمل اس کے کہنے کے مطابق نہ ہو۔ حضرت شبلی نے غور کیا تو اپنا نقص نظر آیا۔ فوراً منبر سے اتر آئے اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چار ماہ تک لوگوں نے صبر کیا۔ آخر گھرت نکالا اور منبر پر بٹھا دیا تاکہ وعظ فرمایا جائے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت نوری حضرت شبلی سے ملے اور کہا۔ آپ نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کی تو انہوں نے آپ کو منبر پر لا کر بٹھا دیا۔ میں نے لوگوں کو نصیحت کی تو انہوں نے مجھ پر پتھر برسائے۔ اے شبلی سلامتی لوگوں سے علیحدہ رہنے میں ہے۔

۱۶۲۔ قیمتی سانس

ایک باخلیفہ وقت نے حضرت ابو حمزہ، شبلی، رقام اور نوری رحمۃ اللہ علیہما کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ جلاوٹ نے اول حضرت رقام رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ فوراً ان کی جگہ کھڑے ہو گئے جلاوٹ نے کہا۔ تلوار اور موت ایسی چیز نہیں کہ اس پر سبقت کی جائے۔ آپ نے فرمایا اے بے خبر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَيُؤْتِرُونَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ** دلوں کا انہیں خاصہ یعنی مومن اپنے نفسوں کا ایشارہ کرتے ہیں میرا طریق ایشارہ ہے چاہتا ہوں کہ ان چند سانسوں کو اپنے بھائیوں پر قربان کر دوں حالانکہ او دنیا میں ایک سانس میرے نزدیک عاقبت کے ہزار سال سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ یہ سرائے خدمت ہے اور آخرت

کامد ہے۔ خلیفہ نے جب یہ بات سنی تو حکم دیا کہ ٹھہرو اس بات سے بوئے صداقت آتی ہے۔ پھر ان سب بزرگوں کو چھوڑ دیا۔

۱۶۳۔ حضرت خضر کا علم پڑھانا

حضرت محمد علی الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی تعلیم کا تذکرہ یوں ہے کہ دو تین دوستوں نے بغداد جا کر علوم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ بھی ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ گھر آ کر والدہ سے ذکر کیا اور اجازت مانگی۔ والدہ نے کہا بیٹا میں ضعیف ہوں۔ میری خبر گیری کون کرے گا۔ تو ہی تو ہے اگر تو بھی چلا جائے گا تو میں کیا کروں گی؟ یہ سن کر آپ کو رحم آ گیا اور ارادہ سفر ترک کر دیا اور دوسرے ساتھی چلے گئے۔ چھ ماہ کا عرصہ ایسے ہی گزر گیا۔ ایک دن قبرستان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے آپ اپنی بد قسمتی پر آنسو بہا رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ میرے ساتھی تھوڑی مدت کے بعد علم حاصل کر کے آئیں گے اور عزت پائیں گے میں یونہی گزار رہوں گا۔ اچانک ایک طرف سے ایک بزرگ نورانی شکل ظاہر ہوئے اور کہنے لگے۔ میاں! تم علم پڑھنا چاہتے ہو۔ آپ نے کہا۔ ہاں یہی آرزو رکھتا ہوں۔ بزرگ نے کہا میں تمہیں ہر روز یہیں آ کر علم پڑھایا کروں گا آپ یہ سن کر بہت فوش ہوئے۔ چنانچہ تین سال مسلسل ان سے علم پڑھتے رہے۔ جب فارغ ہوئے تو انھوں نے پوچھا۔ اے عزیز کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ یہ دولت علم تمہیں کس وجہ سے حاصل ہوئی؟ آپ نے کہا نہیں۔ وہ بولے۔ میں اللہ کا بندہ خضر ہوں۔ تم نے اپنی والدہ کو

آزردہ نہ کیا تھا اور اس کو اپنی بھلائی پر مقدم نہ سمجھا تھا۔ یہ صرف اس کا صلہ ہے کہ میں تمہاری تعلیم پر مقرر ہوا۔ اب جاؤ اور لوگوں کو فائدہ پہنچاؤ۔

۱۶۴۔ حضرت خضر کی زیارت

حضرت خواجہ محمد علی الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ عرصہ تک حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت نہ ہوئی تو ہر وقت پریشان رہتے تھے۔ لونڈی نے ایک دن آپ سے ناراض ہو کر آپ کے سر پر گندے پانی کا نشت اندھیل دیا۔ آپ نے لونڈی کو کچھ نہ کہا اور تمام غصہ پی گئے۔ اسی دن آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ جو تم نے غصہ پی لیا بہت اچھا کیا۔ یہ اسی غصہ کی حالت کو برداشت کرنے کا نتیجہ ہے کہ میں تیرے دل کو خوش کرنے کے لیے آیا ہوں۔

۱۶۵۔ خوفِ خدا کا طاری ہونا

حضرت خواجہ محمد علی الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مُرید کا لڑکا قرآن پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپ نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے۔ پوچھا بیٹا کیوں روئے ہو؟ اُس نے کہا آج اُستاد سے یہ آیت پڑھی ہے یَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا السَّمَاءُ مُنْقَطِرَةٌ الخ یعنی قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ خوف کے مارے بچے بوڑھے ہو جائیں گے) اس سبب سے رو رہا ہوں اس کے بعد وہ لڑکا بیمار ہو گیا اور اسی خوف میں جان دے دی۔ آپ کبھی کبھی اس کی قبر پر بیٹھتے اور رو کر کہتے۔ اے ابوبکر کے بیٹے! تیرا صرف ایک آیت نے یہ حال کر دیا۔ ہائے افسوس کہ ہم تیس سال سے قرآن پڑھتے ہیں مگر کچھ اثر نہیں لیتے۔

۱۶۶۔ درویش کا غائب ہو جانا

ایک دن ایک درویش حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو علی مجھے ایک علیحدہ مکان چاہیے تاکہ میں مرجاؤں۔ آپ نے ایک حجرہ دیا اور وہ اس میں چلا گیا۔ تقوڑی دیر کے بعد آپ اُسے دیکھنے گئے دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور وہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ اس نے آواز دی۔ اے ابو علی! مجھے پریشان نہ کر۔ آپ واپس آگئے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ اللہ کہتے ہوئے فوت ہو گیا۔ آپ نے غسل اور کفن لانے کے لیے آدمی بھیجا۔ پھر اندر جا کر جو دیکھا تو اس کا کہیں نشان نہ پایا۔ حیران ہوئے اور کہا۔ الہی! تو ایسے شخص کو بھیجا جو میں نے دیکھا مگر اب کہیں نظر نہیں آتا۔ آواز آئی۔ ایسے شخص کو کیا ڈھونڈتا ہے جسے ملک الموت نے ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ فرشتوں نے تلاش کیا لیکن بے سود۔ حوروں نے جستجو کی لیکن نہ ملا۔ آپ نے بارگاہِ ربانی میں عرض کیا الہی وہ کہاں گیا؟ آواز آئی: فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ بہترین پاکیزہ مقام رکھنے والے اپنے اللہ کے پاس۔)

۱۶۷۔ شہوت کی نظر سے دیکھنا

حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر مناجات میں کہا کرتے تھے۔ الہی! میں نے مان لیا کہ تو نے مجھے اپنے فضل و کرم سے بہشت میں جگہ دے دے گا لیکن میرے دل سے یہ حسرت کبھی دور نہ ہوگی کہ میں نے تیری بندگی اپنی طاقت سے بھی کم کی۔ انتقال کے بعد آپ کو کسی نے خواب

میں دیکھا تو حال پوچھا۔ فرمایا سب نیک اور بد اعمال جو میں نے کیے مجھے دکھائے گئے۔ جس گناہ کا میں نے اقرار کیا وہ معاف فرما دیا۔ مگر ایک گناہ کا اقرار کرتے ہوئے میں پانی پانی ہو گیا۔ وہ گناہ یہ تھا کہ میں نے لڑکپن میں ایک لڑکے کو شہوت کی نظر سے دیکھا تھا۔ میں خدا کے کرم کا حال کیا بیان کروں۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے میری بخشش کر دی۔

۱۶۸۔ مرشد پاک کے انتقال کا علم

حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب تک حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے تب تک میں نے منبر پر چڑھ کر نہ تو کبھی وعظ ہی کیا اور نہ ہی دیوار سے پیٹھ لگا کر آرام فرمایا اور نہ ہی پاؤں پھیلاتے۔ کسی نے سوال کیا۔ آپ پاؤں کیوں نہیں پھیلاتے اور وعظ کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ استاد زندہ ہوں اور میں پاؤں پھیلاؤں اور مفتی بنوں۔ ایک دن اچانک آپ نے پاؤں پھیلائے اور دیوار سے پیٹھ بھی لگائی۔ کئی دن بعد معلوم ہوا کہ اس دن حضرت ذوالنون مصری کا انتقال ہوا تھا۔

۱۶۹۔ ستر شمعوں کا روشن ہونا

ایک دن حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک درویش بطور مہمان آئے۔ ان کے ساتھ ستر اور درویش بھی تھے۔ آپ نے ان کی خاطر ستر شمعیں روشن کیں۔ انہوں نے کہا یہ اسراف ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے آپ کی عزت رضائے الہی کے لیے کی اور ستر شمعیں

انہارِ خودی کے لیے روشن کی ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہمان خدا کا بھیجا ہوتا ہے اس کی عزت بڑھ چڑھ کر کرنی چاہیے۔ آپ اُٹھے جس شمع کو میں نے خدا کے لیے روشن نہ کیا ہو اسے بجھا دیجئے۔ انہوں نے اُٹھ کر شمعوں کو بجھانا اور اُن پر خاک ڈالنا شروع کیا۔ مگر نہ بجھا سکے۔ صبح ہوئی تو بہت ہی حیران و پریشان تھے۔ آپ نے ان سے کہا۔ آئیے تمہیں ایک اور عجیب چیز دکھائیں۔ درویش یہ سن کر ساتھ ہو لیا۔ آپ ان کو لے کر باہر تشریف لائے۔ جب ایک کلیسا کے پاس پہنچے تو دروازہ پر ایک راہب کو بیٹھا ہوا پایا۔ اس نے آپ کو دیکھا اور کہا۔ اندر تشریف لائیے پھر دسترخوان بچھا کر عمدہ کھانے رکھے اور کہا کھائیے۔ آپ نے فرمایا۔ دوست دشمن کے ساتھ نہیں کھایا کرتے۔ راہب نے کہا مجھے بھی دوست بنا لیجئے میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور اس کے گھر کے ستر آدمی بھی اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ آپ نے اس درویش سے فرمایا میں نے خدا کے لیے ستر شمعیں روشن کی تھیں اور خدا نے مجھے یہ شرف بخشا کہ اس نے میرے ہاتھ پر ستر گمراہوں کے دلوں کو نورِ ایمان سے روشن کر دیا۔

۱۶۱۔ ڈول کا کنارے پر آجانا

ایک مرتبہ حضرت احمد حضور یہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی بزرگ کے مزار پر بحالتِ درویشی ٹھہرے۔ مزار والوں نے آپ کو حقیر جان کر آپ کی طرف خیال ہی نہ کیا۔ آپ کنوئیں پر گئے تاکہ پانی نکال کر وضو کریں۔ اتفاق سے ڈول پانی میں گر پڑا۔ وہ لوگ اور بھی برا فروختہ ہوئے۔ آپ مزار کے متولی کے پاس

گئے اور کہا کہ ڈول نکلو ادیں۔ اس نے کہا سامان نہیں ہے۔ آپ نے کہا ڈول نکالنے کے لیے سامان کی کیا ضرورت ہے؟ آپ سورۃ فاتحہ پڑھیے تو ڈول خود بخود اُپر آجائے گا۔ اس نے کہا یہ آپ کیسی بات کرتے ہیں۔ آپ خود ہی ایسا کریں۔ آپ نے احمد شریف پڑھی تو ڈول کنارے پر آ گیا۔ متولی نے جب یہ کرامت دیکھی تو سمجھا کہ آپ کامل ہیں۔ ٹوپی کو سر سے اتار کر آپ کے قدموں میں رکھ دی اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ اپنے مریدوں کو کہہ دیں کہ فقیر مسافروں کو حقیر جاننا چھوڑ دیں تاکہ کسی نیک مرد کے فیض سے محروم نہ ہوں۔

۱۶۱۔ مشتبہ کھانے کی شناخت

حضرت عارت محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے۔ آپ بھوکے تھے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ ایک شادی کے گھر سے کچھ کھانا آیا ہوا ہے چاہیں تو لادوں۔ پھر کھانا لائے۔ آپ نے لقمہ منہ میں ڈالا۔ لیکن حلق سے نہ اُترا۔ آخر اُگل دیا یہاں تک لکھا ہے کہ اگر آپ مشتبہ کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو انگلیاں پیر طعھی ہو جاتیں۔

۱۶۲۔ قلم کا تراش سونا بن گیا

حضرت محمد بن اسلم طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان درویشوں کی خدمت جو آپ کے پاس آتے اکثر قرض اٹھا کر کیا کرتے۔ ایک بار ایک یہودی جس کے آپ مقرض تھے آیا اور اپنی رقم طلب کی۔ آپ نے فرمایا اس وقت

قلم تراش کے سوا اور کچھ پاس نہیں۔ اسے اٹھالے۔ اس نے جو ہاتھ ڈالا تو تو وہ خالص سونا تھا اس نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور کہا یقیناً وہ دین برحق ہے جس میں اس شان کے لوگ موجود ہیں جن کے قلم کا تراشہ سونا ہو جائے۔

۱۶۳۔ حضرت معروف کرخی کا تقویٰ

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر وقت با وضو رہتے تھے۔ ایک دن آپ کا وضو ٹوٹ گیا تو آپ نے اسی وقت تیمم کر لیا۔ دوستوں نے کہا حضرت وجہ سامنے ہے جا کر وضو کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا ممکن ہے کہ وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی مرجاؤں اور بے وضو مروں۔

۱۶۴۔ پانی پر مصلا بچھا کر چلنا

حضرت مشاد الدینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ حضور میرے لیے دُعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اسی کے دروازہ پر جاتا کہ مشاد کی تجھے پرواہ نہ رہے۔ وہ چلا گیا اور جا کر یادِ الہی میں مصروف ہو گیا۔ پھر اتفاق سے دریا میں طغیانی آگئی۔ مکان گر گئے۔ لوگ آپ کے مکان کی طرف آنے لگے اس لیے کہ وہ دوسری جگہ سے اُچھا تھا۔ اسی حالات میں دیکھا کہ وہی جو ان پانی پر مصلا بچھائے چلا آ رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا۔ آپ کی نصیحت پر عمل کیا اسی نصیحت کا یہ پھل ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔

۱۶۵۔ ڈول کا کنارے پر آجانا

حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد کے اُمراء میں شمار

ہوتے تھے۔ ایک دن آپ غلاموں کے ساتھ مکتب جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک بیمار گدھا دیکھا اور اس کی پیٹھ زخمی تھی اور کوٹے گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ آپ کو ترس آیا۔ آپ نے فوراً اپنا قیمتی قبا اُتار کر اس پر رکھ دی اور پھر ریشمی دستار اس پر لپیٹ دی تاکہ کوٹے نوچ نہ سکیں۔ گدے نے سر آسمان کی طرف اٹھایا اور دعا کی۔ آپ پر ایک نئی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس کے بعد آپ یحییٰ معاذ الرازی کی خدمت میں پہنچے اور ان کے کلام سے آپ کا سینہ کھل گیا۔ پھر آپ شاہ شجاع اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہما کی صحبت میں گئے اور قبولیت کا شرف حاصل ہوا۔

۱۷۶۔ شیر کا نام لوٹنا

حضرت ابراہیم بن داؤد الرافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرہن کا ایک ٹکڑا کسی درویش نے ایک گڈری میں سیاہا ہوا تھا اور ایک دن وہ درویش جنگل میں جا رہا تھا کہ ایک شیر اس پر حملہ آور ہوا۔ جب اس کی نظر گڈری پر پہنچی تو لپٹ گیا۔ درویش نے سمجھ لیا کہ یہ آپ کے پیرہن کے ٹکڑے کی حرمت تھی جو شیر نے میری جان چھوڑ دی اور واپس جنگل میں بھاگ گیا۔

۱۷۷۔ بے مثل سخاوت

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سال حج کو گئے اور ایسی حج کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ اس سال کتنے لوگوں نے حج کیا! اس نے جواب دیا چھ لاکھ آدمی حج میں آئے

پہلے تو حج کسی کا قبول نہ ہوا لیکن پھر حق تعالیٰ نے علی بن موفیٰ نام ایک کفیل کو روز کے طفیل جو دمشق میں رہتا ہے اور خود حج میں شامل نہیں ہو سکا۔ سب کو حج قبول کیا۔ یہ سن کر آپ بہت بے قرار ہوئے اور بیداری کے بعد اس شخص کو ملنے کا ارادہ کیا تاکہ اس سے پوچھیں کہ اس نے کون سا عمل کیا۔ آپ دمشق پہنچے اور وہاں علی بن موفیٰ کو تلاش کیا اور پوچھا تم نے کون سا عمل کیا کیونکہ میں نے تمہارے متعلق ایسا خواب دیکھا ہے۔ وہ رو پڑا اور کہنے لگا حضرت میں تیس سال سے حج کی آرزو رکھتا تھا جو تیوں کو پیوند لگا کر زاویراہ جمع کرتا رہا اس سال جبکہ مہینہ سو درہم ہو گئے تو میں حج کے لیے تیار ہوا۔ ایک رات میری بیوی نے جو کہ حاملہ تھی مجھ سے کہا کہ ہمسایہ کے گھر سے سالن کی خوشبو آرہی ہے میرا دل سالن کو چاہتا ہے اور ان سے محوڑا سا سالن لاؤ۔ میں ہمسائے کے گھر میں گیا۔ اس نے کہا بھائی ہمیں سالن دینے میں کوئی اعتراض نہیں لیکن نہ ہی مانگو تو اچھا ہے۔ میں نے نہ دینے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کئی دن ہو گئے ہیں کہ ہمیں کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ میرے بچے تبھو کے تھے اس لیے آج میں جنگل میں گیا اور وہاں سے مردار کا گوشت لایا ہوں وہی پکا رہے ہیں۔ میں نے جو یہ سنا تو میرے دل میں آگ سی لگ گئی۔ اسی وقت گھر گیا اور تین سو درہم اس کو دے دیئے اور کہا یہ لو اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔ میں اسی کو حج سمجھ لوں گا۔ بس میرا یہ عمل ہوا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا اس کے بعد آپ کی طبیعت میں سخاوت کی صفت حد سے بڑھ گئی۔

قرآن

ضیاء القرآن

بہترین
کتابوں
پر
میں

اس کے علاوہ ایڈیشن، سن، و سر کتاب ہرے طابعت میں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

قرآن

ضیاء القرآن

بہترین کتب و رسائل

اس کے علاوہ ایڈیشن، نو سر کتاب ہرے طالب علم

ضیاء القرآن پبلی کیشنز